نکہتیں

(حصہ اوّل)

احمد حسین سیفی

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : "نکہتیں" حصہ اوّل
مدّاح : مرزا احمد حسین سیفی امروہوی
سنہ اشاعت : ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء
تعداد : ۵۰۰ (پانچ سو)
قیمت : 150/- روپے
کمپوزنگ : سید ندیم اصغر زیدی، فون: 05922-264266

ملنے کے پتے

انجمنِ یادگارِ رؤف (رجسٹرڈ)
محلّہ صدّو، امروہہ

مرزا محمد عارض
محلّہ صدّو، امروہہ

مدّاح کا تعارف

نام : مرزا احمد حسن سیفؔی امروہوی

تخلص : سیفؔی امروہوی

سنِ ولادت : ۱۹۳۱ء

تلمذ : حضرت کوثر القادری

وحضرت مولوی سید محمد عبادت صاحب قبلہ
کلیمؔ امروہوی

وحضرت حکیم کلبِ علی صاحب شاہدؔ امروہوی

انتساب

میں اپنے اس مجموعۂ نعت ''نکہتیں'' کو برِ صغیر کے مشہور و معروف
مداحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

اپنے والد گرامی الحاج حضرت عبدالرؤف صاحب
رؔؤف امروہوی

اور

اپنے مشفق و مہربان اساتذہ
حضرت مولانا الحاج سید محمد عبادت کلیمؔ امروہوی،
حضرت الحاج حکیم کلبِ علی شاہدؔ امروہوی

اور

الحاج جناب کوثرؔ القادری امروہوی
کی ارواحِ مقدسہ کی نذر کرتا ہوں

خاک پائے بزرگاں

سیفیؔ امروہوی

تعارف

عالی جناب ڈاکٹر منظر عباس صاحب نقوی

سابق صدر، شعبۂ اُردو، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

زیرِ نظر مجموعۂ نعت ایک ایسے شاعر کی تخلیقات پر مشتمل ہے جو نعت گوئی کی صنف میں ایک استاد کی حیثیت سے کسی تعارف کا محتاج نہیں میری مُراد ہے اپنے محترم دوست ڈاکٹر مرزا احمد حسین صاحب سیفی امروہوی سے جنہوں نے نعت گوئی کی اُس مقدس روایت کو جو انہیں اپنے پدرِ بزرگوار الحاج حافظ عبدالرؤف صاحب رؔؤف امروہوی مرحوم سے ورثہ میں ملی تھی، نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اس میں ایسا قابلِ قدر اضافہ کیا جو بجا طور پر اعتراف وستائش کا مستحق ہے۔

اُردو کی مدحیہ شاعری پانچ بڑی اصناف پر مشتمل ہے: حمد، نعت، منقبت، سلام اور قصیدہ، ان میں سے پہلی چار اصناف مذہبی زمرہ میں آتی ہیں، پانچویں یعنی قصیدے کی نوعیت مذہبی بھی ہو سکتی ہے اور غیر مذہبی بھی۔

جہاں تک نعت کا تعلق ہے وہ اگرچہ کسی مخصوص ہیئت کی پابند نہیں لیکن عام طور پر اُردو میں نعت کے لئے وہی ہیئت استعمال کی گئی ہے جو غزل سے مخصوص ہے۔ یہی صورت سلام کے ساتھ بھی ہے۔ بات یہ ہے کہ غزل، نعت اور سلام یہ تینوں اصناف غنائی شاعری یعنی (Lyrical poetry) کے ذیل میں آتی ہیں، یعنی وہ شاعری جو تفکّر اور تامّل سے زیادہ کسی بے ساختہ جذباتی کیفیت کی پیداوار ہوتی ہے، اس جذباتی کیفیت کو موقع ومحل کی مناسبت سے کہیں عشق، کہیں محبت، کہیں عقیدت وارادت اور کہیں مودّت کہا جاتا ہے۔ غزل میں عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی دونوں کا بیان ملتا ہے۔

نعت: رسولِ اکرم، سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے والہانہ وابستگی، محبت اور عقیدت کے زیرِ اثر وجود میں آتی ہے اور یہی صورت سلام کے ساتھ بھی ہے جس میں اہلِ بیتِ اطہارؑ اور اصحابِ کبارؓ سے عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ عشق ومحبت اور

عقیدت و ارادت کی جذباتی کیفیتیں نفسِ انسانی میں ایسی ترنگ پیدا کرتی ہیں کہ وہ گانے، گنگنانے لگتا ہے۔ غزل کی ہیئت میں ہر دو مصرعوں کے بعد قافیہ اور ردیف کے ہم آہنگ الفاظ کی تکرار بغیر سُر تال کے بھی کلام میں موسیقی کے اثرات پیدا کر دیتی ہے۔ اسی لئے غزل کی صنف ہماری کلاسیکی موسیقی کا حصہ رہی ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ غزل ہو یا نعت یا سلام ان کی پیشکش کے لئے عام طور پر ترنّم سے کام لیا جاتا ہے۔ سیفی صاحب بھی اپنی نعتیں ترنم سے پڑھتے ہیں اور خوب پڑھتے ہیں۔

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں ثنا وصفت، مدح و ستائش، مجازاً اس سے مراد وہ صنفِ شعر ہے جس میں رسولِ کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے خدّ و خال اور خصائل، شمائل و فضائل کا عقیدت مندانہ انداز میں بیان ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں فطرتاً اُن افراد، اشیاء اور مقامات کا بھی تذکرہ نعت کا موضوع رہا ہے جن سے ممدوح والاشان کی وابستگی رہی ہے مثلاً حضورؐ کے مخصوص اصحابؓ، اہل بیتؓ، مولد، مسکن اور مدفن وغیرہ۔

نعت کا مرکزی موضوع سیرتِ رسولؐ کا بیان ہے اور سیرتِ رسولؐ کا آئینہ قرآنِ کریم، اس لئے ایک اچھی نعت میں جا بجا آیاتِ قرآنی کے حوالے بھی ناگزیر ہیں۔

اُمتِ مُسلمہ میں اگرچہ بدقسمتی سے احکام شریعہ اور اعمالِ صالحہ کی بجا آوری میں اسلاف کا سا التزام و انہماک باقی نہیں رہا ہے، لیکن یہی کیا کم ہے کہ ہمیں اپنے عصیاں کا احساس ہے اور بارگاہِ رسالت میں جب حاضر ہوں تو عقیدت و محبت کے ساتھ شرم و ندامت کے آنسو بھی آنکھوں میں موجود ہوں، یہی کیفیات نعت میں وہ سوز و گداز پیدا کر دیتی ہیں جو ایک صاحبِ دل قاری کو آبدیدہ کر دیتا ہے۔

امروہہ مسلمانوں کی ایک پرانی بستی ہے، یہاں ابتدا ہی سے شعر و شاعری کا چرچا رہا ہے، میر سعادت علی سعادت امروہوی اور مصحفی کے اسمائے گرامی اس مردم خیز قصبہ کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں۔ یہاں ہر دور میں شعراء نعت و منقبت لکھتے رہے ہیں اور اگر اُردو ادب کا کوئی

سنجیدہ اور محنتی طالب علم کاوش وکوشش کے لئے آمادہ ہو تو یقیناً امروہے کی نعتیہ اور منقبتی شاعری پر پی۔ایچ۔ڈی۔ ڈگری کے لئے ایک تحقیقی مقالہ مرتب کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر مرزا احمد حسین سیفیؔ صاحب جن کی نعتوں کا مجموعہ "نکہتیں" حصہ اول آپ کے پیشِ نظر ہے، میرے اُس دور کے دوست ہیں جب ہماری عمریں سات، آٹھ سال سے زیادہ نہیں تھیں۔ انہوں نے ایک ایسے خانوادے میں آنکھیں کھولیں جہاں ہر وقت شعر وشاعری خصوصاً نعت گوئی کا چرچا تھا، وہ نعت گوئی کے ساتھ ساتھ اوائلِ عمر ہی سے غزل گوئی بھی کر رہے ہیں اور میرے لئے یہ کہنا بہت دشوار ہے کہ وہ غزل گو زیادہ اچھے ہیں یا نعت گو، ان کے والدِ بزرگوار حضرت رؤفؔ امروہوی اگرچہ نعت گو کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُن کی محبت کا مرکز اگر کوئی ذات تھی تو وہ بس سرورِ کائنات کی ذات تھی، اسی لئے اُن کی غزل ہو یا نعت دونوں میں عشقِ رسولؐ کی زیریں لہر یکساں ملتی ہے اور اسی بنا پر خود اپنی نعت اور غزل میں زیادہ تفریق نہیں کرتے تھے، بحمد للہ اُن کی اولاد میں غزل اور نعت سے یہ مناسبت یکساں طور پر موجود ہے، لیکن ان سب نے جو توجہ نعت کی طرف کی ہے وہ غزل کی طرف نہیں کی۔ سیفیؔ اپنے خاندان کی اس روایت کا تذکرہ ایک جگہ یوں کرتے ہیں۔

روایت مدّتوں سے نعت ہے میرے گھرانے کی
شرف اک عمر سے حاصل ہے یہ میرے گھرانے کو
مرے والد، مرے بھائی، مری اولاد اور ہم سب
مقدّم جانتے ہیں بس نبیؐ کے گیت گانے کو
رؔؤف و حامدؔ و ساجدؔ، زبیرؔ و عارضؔ و سیفیؔ
سرِ بزمِ سخن آتے ہیں نعتیں ہی سُنانے کو

حقیقت یہ ہے کہ سیفیؔ کو اپنے گھر میں شاعری کا جو ماحول ملا وہ اُن کی نعت گوئی کے لئے بڑا سازگار ثابت ہوا۔ اُن کے والد مرحوم حضرت رؔؤف امروہوی نے ہفتہ وار بعد نمازِ جمعہ اپنے دولت

کی طرح صنفِ مبالغہ سے بھی دامن نہیں بچا سکتا۔ ایسی صورت میں ایک ہوشمند نعت گو پر لازم آتا ہے کہ وہ حضورؐ کی مدح سرائی میں ہر قدم پھونک پھونک کر رکھے اور کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کے بیانات افراط و تفریط کا شکار ہو جائیں، اس معاملے میں بھی سیفیؔ صاحب اپنی فکری سلامت روی کے لئے مستحقِ مبارکباد ہیں۔

بحمد اللہ امروہے میں نعتیہ اور منقبتی شاعری خوب پھل پھول رہی ہے اور اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ سال کے بیشتر دنوں میں یہاں نعتیہ اور منقبتی مشاعروں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اِن محفلوں میں اکثر و بیشتر طرح کی قید ہوتی ہے۔ اس طرح مقامی شعراء کی مشقِ سخن جاری رہتی ہے اور نعت و منقبت کے سرمائے میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل میں برادرم سیفیؔ نئی نسل کی جس خلوص اور توجہ سے دستگیری فرما رہے ہیں، وہ اپنی کسرِ نفسی میں چاہے اس کا اظہار کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں لیکن یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو مقامی ادبی حلقوں میں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس کارِ خیر کا اجر عطا فرمائے۔

سیفیؔ کی نعت گوئی تفصیلی جائزے کی مستحق ہے افسوس کہ سرِ دست اس کا کوئی محل نہیں اس لئے ان تعارفی کلمات کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اُن کا یہ نذرانۂ عقیدت بارگاہِ رسالت میں شرفِ قبول حاصل کرے۔ امید ہے کہ قارئین اس مجموعے کے مطالعے سے مستفید اور مثاب ہوں گے۔

امروہہ، ۲۸ ستمبر ۲۰۰۳ء

منظر عباس نقوی

قطعۂ تاریخ

از: جناب سید شمیم حیدر نقوی شمیمؔ امروہوی

مخزنِ نور بھی ہے، نکہت بھی
دل کش و دلربا خزینۂ نعت

مستقل ہے بہار کا موسم
بے خزاں ہے رُخِ حدیقۂ نعت

خوشنما، دیدہ زیب، دل افروز
خوب ہے خوب یہ مجلۂ نعت

فرحتِ جاں، نوائے فکرِ سخن
عطر آگیں ہر ایک گوشۂ نعت

کاوشِ فکر ہے یہ سیفیؔ کی
پیش ہے جو بہ شکل ہدیۂ نعت

اس کی تاریخ کیا لکھی جائے
قیمتی ہے بہت یہ تحفۂ نعت

سالِ تصنیف کر رقم یہ شمیمؔ
''نکہتیں'' معنوی صحیفۂ نعت

(۱۴۲۴ھ)

اظہارِ تشکر

میں سب سے پہلے تو اس بات کے لئے معذرت خواہ ہوں کہ ''نکہتیں'' حسب اعلان منظرِ عام پر نہیں آسکی اور اس کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی۔ اس غیر معمولی تاخیر کے اسباب بھی غیر معمولی ہی رہے۔ پے در پے فرائضِ منصبی سے فراغت آڑے آتی رہی بہرحال خدا کا شکر ہے کہ تاخیر سے ہی سہی اس کی اشاعت ممکن ہوسکی۔ اس لمبے عرصے میں تخلیقات میں معتد بہ اضافہ ہوگیا اور اس حصہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا، اس لئے ''نکہتیں'' حصہ اول جو صرف نعتوں پر مشتمل ہے آپ کے ہاتھوں میں ہے، دوسرا حصہ مناقب، سلام اور وفیات پر مشتمل ہوگا۔ جو انشاء اللہ کچھ ہی عرصے بعد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے بے حد مخلص دوست پروفیسر جناب سید منظر عباس نقوی منظؔر سابق صدر شعبۂ اردو، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر میری کہی ہوئی نعتوں کا مطالعہ کیا اور اپنی گراں قدر رائے سے نوازا، اللہ انہیں جزائے خیر سے نوازے اسی کے ساتھ اپنے ہر وقت کے ساتھی اور عزیز دوست جناب سید شمیم حیدر نقوی شمیؔم کا بھی شکر گزار ہوں کہ موصوف نے اس مجموعۂ نعت کے لئے ایک قطعۂ تاریخ عنایت فرمایا۔ شمیم صاحب امروہہ کے ممتاز تاریخ نگاروں میں مخصوص مقام رکھتے ہیں۔ انہیں فنِ تاریخ گوئی پر کمال حاصل ہے۔

میرے چھوٹے بھائی الحاج مرزا حامد حسین حامؔد امروہوی ثم شکاگوی (امریکہ) میرے دل سے نکلی ہوئی تمام پر خلوص دعاؤں کے مستحق ہیں کہ ان کے پیہم تقاضوں اور مالی معاونت نے مجھے اس قابل کیا کہ میں یہ مجموعۂ نعت شائع کرسکوں۔

برادر عزیز مرزا ساجد حسین ساجؔد امروہوی نے اس مجموعے میں شامل تخلیقات کی

ترتیب و تدوین کے فرائض انجام دیئے اور تصحیح مسودہ میں میرا ہاتھ بٹایا، اللہ انہیں تا حیات صحت مند اور خوش و خرم رکھے، آمین۔

عزیزی سید ندیم اصغر سلمہٗ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بہت محبت، محنت اور خصوصی مہارت فنی سے ان تخلیقات کو کمپیوٹر کے ذریعے کتابت کر کے دلکش تزئین سے آراستہ کیا اور اس کی اشاعت میں ہر ممکن طریقے سے میرا ساتھ دیا۔

عزیزم ماسٹر رضی محمد خاں صاحب بھی میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بر وقت میری ہمت افزائی کی اور اپنے ایثار و مروت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنے کرمِ خاص اور اپنے محبوب حضور احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں بعافیت رکھے اور دنیا و آخرت کی کامرانیوں سے نوازے۔

قارئین حضرات سے خصوصی التماس ہے کہ انہیں اس مجموعے میں اگر کچھ خامیاں نظر آئیں تو میری بشری کمزوری پر محمول کر کے مجھے مطلع فرمانے کی زحمت فرمائیں اور اگر کوئی خوبی نظر آئے تو اسے خداوند کریم اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایاتِ خاص سے تعبیر کر کے دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

سیفی امروہوی

فہرست

نمبر شمار		صفحہ
۱	تعارف، عالیجناب ڈاکٹر منظر عباس صاحب نقوی	۵
۲	قطعۂ تاریخ، سید شمیم حیدر نقوی شمیمؔ امروہوی	۱۱
۳	اظہار تشکر، مرزا احمد حسین سیفیؔ امروہوی	۱۲
۴	اے خدا! اے خالقِ کل کائنات	۱۹
۵	میں دعا مانگ رہا ہوں تو اثر دے یارب	۲۱
۶	بزمِ ہستی میں نہیں کچھ بھی سوائے مصطفےٰؐ	۲۳
۷	نہ کرتے کہکشاں پر وہ جو اپنی رہ گذر پیدا	۲۵
۸	نورِ پیکر ہیں وہؐ، نوری ہے سراپا اُن کا	۲۶
۹	آرام، نہ راحت، نہ مسرّت ہے بڑی چیز	۲۸
۱۰	نورِ ایماں کے اُجالوں سے سویرا ہو گیا	۳۰
۱۱	اپنے جلووں سے سجا آئینہ خانہ دے دے	۳۵
۱۲	جمالِ یزداں بھی جلوہ گستر نہ تھا رُخِ مصطفےٰؐ سے پہلے	۳۷
۱۳	جذبۂ دل کو میسّر ہے اثر آج کی رات	۳۹
۱۴	زبانِ شوق مری اور اس بیاں کے لئے	۴۱

۱۵	اللہ اللہ یہ معراجِ یقیں آج کی رات	۴۲
۱۶	انیسِ بیکساں تم ہو، مرادِ عاشقاں تم ہو	۴۴
۱۷	نعت کہنی ہے تو مضمون بھی اعلیٰ کہیئے	۴۵
۱۸	ہے اُنؐ کے دم سے رونقِ ایوانِ کائنات	۴۷
۱۹	یاد جب اُنؐ کی آ گئی، سارے ملال لے گئی	۴۹
۲۰	محاذِ کفر پر بھرپور ایسا وار ہے اُن کا	۵۰
۲۱	اللہ کا عرفان ہے، عرفانِ محمدؐ	۵۳
۲۲	بتاتے آئے تھے جو سب نبی اب تک زمانے کو	۵۵
۲۳	صدقۂ شیرینیِ گفتار اے آقاؐ! مجھے	۵۷
۲۴	بڑھایا اس طرح آقاؐ نے سیّئ مرتبہ میرا	۵۹
۲۵	اُنؐ کی رحمت نے پکارا ہے اُدھر جاؤں گا	۶۱
۲۶	آپؐ سا، آپ سے پہلے کوئی انسان نہ ہوا	۶۳
۲۷	آپؐ کو منزلِ مقصود ملی دنیا میں	۶۴
۲۸	ہر حُسن ہے کونین کا حصے میں تمہارے	۶۵
۲۹	کون سمجھے، کون جانے، عظمتِ ذاتِ رسولؐ	۶۹
۳۰	سرکارؐ کے کرم کی روِش تو وہی رہی	۷۱

۳۱	ظاہر یہ اہتمام ہے حق کی کتاب سے	۷۳
۳۲	اوّل ما خلق اللہ ہے نمبر اُنؐ کا	۷۵
۳۳	کاش ایسے ہمیں حُسنِ سرکار نظر آئے	۷۶
۳۴	آرہے ہیں رسولؐ گرامی	۷۷
۳۵	بعدِ خدا، خدائی پر آپ کا اختیار ہے	۷۹
۳۶	پھر ہوائے گلشنِ طیبہ ادھر آنے لگی	۸۱
۳۷	منکشف مجھ پہ ترا حُسنِ خطابت ہوتا	۸۳
۳۸	سر مِلا ہے تو مرے سر کو یہ سودا بھی ملے	۸۵
۳۹	انسان اور نور سراپا تمہیںؐ تو ہو	۸۸
۴۰	آیا تھا جب بُلاوا آقا کا لامکاں سے	۹۰
۴۱	بعدِ خدا ہیں افضل و برتر مرے حضورؐ	۹۲
۴۲	یہ اہتمامِ خاص ہے اُنؐ سے خطاب میں	۹۳
۴۳	رفعتِ ذہنِ انسانی کب اُن کی رفعت جانے ہے	۹۴
۴۴	نورِ محمدی کی جو آئینگی نہ ہو	۹۶
۴۵	محاسن تا حدِ امکاں ہیں سب سلطانؐ خوباں میں	۹۹
۴۶	حد سے گذار دیجیے حد یں احترام کی	۱۰۱

۴۷	ہے کملی میں اُنہیں کی یہ گروہِ عاصیاں سارا	۱۰۳
۴۸	جینے کا لطف لذّتِ اذکارِ مصطفیٰ	۱۰۵
۴۹	زندگی گذرے مری ذکرِ خدا کرتے ہوئے	۱۰۶
۵۰	ہماری، آپ کی آنکھوں نے اس دنیا میں کیا دیکھا	۱۰۸
۵۱	رحمتیں ہوتی ہیں نازل یوں شہِ ابرار پر	۱۰۹
۵۲	مجھے سرکار ہی کی جستجو ہے	۱۱۱
۵۳	نورِ احمد ہی تو شہکار ہے پہلا تیرا	۱۱۳
۵۴	ایسے رکھتے ہیں غلاموں پر نظر آقا مرے	۱۱۶
۵۵	مجھ کو دیکھو لوگو! میری فطرت کے آئینے میں	۱۱۹
۵۶	میرے پیروں کو تو اُنہیں کا رستہ لگتا ہے	۱۲۰
۵۷	کیسی خوبی جزوِ آدابِ تلاوت ہو گئی	۱۲۲
۵۸	جوابِ التجا یوں اے خدا! دے	۱۲۴
۵۹	جب مرے آقا بلائیں گے سوئے منزل مجھے	۱۳۰
۶۰	ہم کیا سمجھ سکیں شبِ معراج کیا ہوا	۱۳۲
۶۱	بحال ایسے کرو مضمحل طبیعت کو	۱۳۳
۶۲	نبی کی نعت سیفیؔ ہو سکے گی کیا بیاں تم سے	۱۳۵

۶۳	جو ذرّے بھی ہیں مدینے کے ریگزاروں میں	۱۳۷
۶۴	محمدؐ افضل ہر دوسرا ہیں	۱۳۸
۶۵	یہ غلط کہ میرے آقا کو مری خبر نہیں ہے	۱۴۰
۶۶	مرے حضورؐ یہاں جو بھی آپ کا ہوگا	۱۴۱
۶۷	انساں کو پستیوں سے نکالا رسولؐ نے	۱۴۲
۶۸	نبیؐ سے وجہِ دوری بس یہی معلوم ہوتی ہے	۱۴۴
۶۹	چند آہیں ہے، چند نالے	۱۴۶
۷۰	سرِ محشر تو بھائی بھی نہ ہوگا اپنے بھائی کا	۱۴۸
۷۱	فیضِ سرکارؐ اگر آج پھر ارزاں ہو جائے	۱۴۹
۷۲	اُس کی تقدیر کا کیا ٹھکانا، تمؐ ذرا بھی کسی کو جو چاہو	۱۵۰
۷۳	کرم جب آپ کا اے سیدِ ابرارؐ ہو جائے	۱۵۲
۷۴	نام عرب کے سانوریاؐ کا جب بھی زباں پر آئے ہے	۱۵۳
۷۵	اُنؐ کے گن گاؤں میں سیکھی جن کی نہیں مثال نہیں ہے جن کی کوئی مثال	۱۵۴
۷۶	سلام شوق مرا اے صبا! وہاں لے جا	۱۵۶
۷۷	ارمان مرا پورا ہوتا نظر آتا ہے	۱۶۰

حمد باری تعالیٰ

اے خدا! اے خالقِ کل کائنات
تیرے جلووں سے مزین شش جہات

ذرّہ ذرّہ میں ترا ہی نور ہے
کائنات اس نور سے معمور ہے

تو کہ ظاہر بھی ہے اور مستور بھی
تو ہمارے پاس بھی ہے، دور بھی

تو ہی خالق ہے، تو ہی معبود بھی
تو ہی ہے موجود بھی، مسجود بھی

تو صفات و ذات میں ہے لا شریک
ہو نہیں سکتا کوئی تیرا شریک

اپنی ہر مخلوق کا روزی رساں
باپ اور ماں سے زیادہ مہرباں

حاضر و ناظر ہے تو رب العلا
تجھ سے چھپ سکتی نہیں کوئی خطا

تو کسی کو بھی نظر آتا نہیں
اور رہا کرتا ہے ہر دل میں مکیں

مجھ سے ممکن ہی نہیں تیری ثنا
میری حدِ فکر سے تو ماورا

تیری بخشش کی نہیں ہے کوئی حد
ہر گھڑی حاصل مجھے تیری مدد

مجھ پہ کی ہے یہ کرم کی انتہا
نعت گو محبوب کا اپنے کیا

وہ جو میری زیست کا عنوان ہیں
جان و دل اُنؐ پر مرے قربان ہیں

وہ مرے آقاؐ مرے سرکارؐ بھی
میرے مالک بھی مرے مختار بھی

اُنؐ کی امت میں مجھے پیدا کیا
شکر تیرا، شکر تیرا، اے خدا!

بصد عجز و نیاز بارگاہِ خداوندی میں التماسِ سیفؔی

میں دعا مانگ رہا ہوں تو اثر دے یارب!
یہ طلب گرچہ زیادہ ہے، مگر دے یارب!

صدرِ اوّل میں جو اسلاف کی جاگیر رہے
میری دنیا کو وہی شام و سحر دے یارب!

سر دیا ہے تو یہ حسرت ہے کہ دے ذوقِ سجود
اور مرے سجدوں کو سرکارؐ کا در دے یارب!

میری تقدیر میں لکھ دے مرے آقاؐ کا جوار
بکھرا ہوں میں ابھی تک مجھے گھر دے یارب!

کر عطا پہلے تو جینے کا سلیقہ مجھ کو
جینا آجائے تو مرنے کا ہنر دے یارب!

دے مجھے موت شہادت کی، مجاہد کی حیات
پُرسشِ روزِ قیامت سے مفر دے یارب!

ہر نفس مجھ کو لئے جاتا ہے عقبیٰ کی طرف
میں سفر پر ہوں، مجھے زادِ سفر دے یارب!

یادِ سرکارِ دوعالَم سے بسا دے مرا دل
ذکر کے نور سے سینہ مرا بھر دے یارب!

اُنؐ پہ مرنے کی سعادت ہو اِدھر میرا نصیب
مغفرت کا مجھے انعام اُدھر دے یارب!

زندگی اُنؐ کی محبت میں بسر کرنے کو
ساری دنیا سے الگ راہ گزر دے یارب!

مجھے اس معرکۂ عشق کے سر کرنے کو
صبر کی تیغ، تحمل کی سپَر دے یارب!

سن رہا ہوں نظر آئیں گے لحد میں آقا
میں انہیں دیکھ سکوں ایسی نظر دے یارب!

حال سیفیؔ کا تو سیفیؔ سے سِوا جانتا ہے
اس کے حق میں جو ہو بہتر وہی کر دے یارب!

نعتِ سرورِ کائنات صَلیَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

بزمِ ہستی میں نہیں کچھ بھی سوائے مصطفےؐ
ہے بقدرِ ظرف ہر شے میں ضیائے مصطفےؐ

حاصلِ کونین ہے جامِ ولائے مصطفےؐ
کعبۂ اہلِ ولا ہے نقشِ پائے مصطفےؐ

خلق فرمایا اُنہیںؐ اللہ نے اپنے لئے
اور عالَم کو بنایا ہے برائے مصطفےؐ

وجہِ تخلیقِ دوعالَم صرف اُنؐ کا نور ہے
ہے وجودِ بزمِ امکاں بر بنائے مصطفےؐ

نور کی تعریف کرنا نور ہی کا کام ہے
حق تعالیٰ ہی کو زیبا ہے ثنائے مصطفےؐ

قبلِ آدمؑ سے قیامت تک اُنہیںؐ کا نور ہے
کون سمجھے ابتداء و انتہائے مصطفےؐ

سورۂ والشمس ہے تفسیر اُنؐ کے نور کی
آیۂ تطہیر ہے ظلِ ردائے مصطفےؐ

منزلِ "قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ" کو سمجھے گا وہی
جس نے دیکھی ہو کبھی خلوت سرائے مصطفےؐ

نورِ یزداں جلوہ فرما، پردۂ لاہوت میں
اور اُس پردے کے باہر جلوہ ہائے مصطفےؐ

اللہ اللہ سوزِ عشقِ مصطفیٰؐ کی برکتیں
قلبِ مومن بن گیا خلوت سرائے مصطفےؐ

اُس کو اے سیفیؔ رضائے حق کی دولت مل گئی
جس کے ہاتھ آئی مقدر سے رضائے مصطفےؐ

نہ کرتے کہکشاں پر وہؐ جو اپنی رہ گذر پیدا
تو کیسے آج ہو سکتا تھا یہ ذوقِ سفر پیدا

انہیںؐ کی تربیت نے ذہنِ انساں کو جلا بخشی
انہیںؐ کے علم نے کی دولتِ فکر و نظر پیدا

یہ تعلیمِ محمدؐ مصطفٰے ہی کا نتیجہ ہے
کہ اب ہوتے ہیں دنیا میں ہزاروں دیدہ ور پیدا

مگر دانشورانِ عصرِ حاضر کو یہ سمجھا دو
کہ تم کر لو اگرچہ لاکھ اربابِ نظر پیدا

مسائل اہلِ عالم کے کبھی حل ہو نہیں سکتے
نہ ہوگا تم کو دینِ مصطفٰیؐ سے ربط اگر پیدا

ضروری ہے کہ محبوبِ خدا کی پیروی کیجئے
نہیں تو ظلمتوں میں ہو نہیں سکتی سحر پیدا

یہی اشعار دنیا کے لئے پیغام بن جائیں
خدا سیفیؔ کے ان اشعار میں کردے اثر پیدا

نور پیکر ہیں وہؐ، نوری ہے سراپا اُنؐ کا
قیدِ الفاظ میں کب آئے کا حُلیہ اُنؐ کا

ہر زمانے نے دیا دہر کو مژدہ اُنؐ کا
از ازل تا بہ ابد، سارا زمانہ اُنؐ کا

اپنے مالک کی ہر اک شے پہ ہے قبضہ اُن کا
بستیاں اُنؐ کی ہیں، بحر اُنؐ کے ہیں، صحرا اُن کا

گلستانوں کو، بیابانوں کو، صحراؤں کو
سب کو سیراب کیا کرتا ہے دریا اُنؐ کا

جاہلیت کی کڑی دھوپ جہاں تیز ہوئی
ابرِ رحمت بھی وہیں ٹوٹ کے برسا اُنؐ کا

جو سماعت کو گرفتار کرے، دل چھینے
انقلاب آفریں کیسا تھا وہ لہجہ اُنؐ کا

سیکڑوں صدیوں پہ بھاری ہیں وہ تیئیس ۲۳ برس
اور یہ اتنا بڑا کام ہے تنہا اُنؐ کا

مفلسوں کے لئے تسکین کا سامان ہے یہ
یوں ہے پیوند سے آراستہ کرتا اُنؐ کا

اُنؐ کے اوصافِ حمیدہ کا ٹھکانا کیا ہے؟
جب قصیدہ پڑھیں اوصافِ حمیدہ اُنؐ کا

دن جو ذہنوں میں نکلا ہے وہ ڈھلتا ہی نہیں
رات ہونے نہیں دیتا ہے سویرا اُنؐ کا

آج تک اُنؐ کے تعطّر سے بسی ہے دنیا
''نکہتیں'' بانٹتا رہتا تھا پسینہ اُنؐ کا

جب ضرورت ہو تو بہنے پہ بھی آجاتا ہے
اُنگلیوں میں بھی چھپا رہتا ہے دریا اُنؐ کا

میں کسی اور طرف جاؤں گا کیسے سیفیؔ؟
میرے پیروں کو تو بس لگتا ہے رستہ اُنؐ کا

آرام، نہ راحت، نہ مسرّت ہے بڑی چیز
وہ غم، جو ملے اُنؐ کی بدولت، ہے بڑی چیز

جی جاتے ہیں نامِ شہِؐ لولاک پہ مرکر
اس نام پہ مرنے کی سعادت ہے بڑی چیز

عشقِ شہِؐ کونین کی گرمی ہو دلوں میں
دنیا میں اگر ہے تو یہ دولت ہے بڑی چیز

ناراض اگر وہ ہیں تو بیکار ہیں سجدے
راضی ہیں اگر وہ تو عبادت ہے بڑی چیز

مشروط اطاعت تو اطاعت نہیں ہوتی
بے چون و چرا ہو تو اطاعت ہے بڑی چیز

اللہ انہیں کا ہے جو منسوب ہیں تجھ سے
اے جانِ مشیت! تری نسبت ہے بڑی چیز

قرآں میں ہو جس مصحفِ عارض کا قصیدہ
اُس مصحفِ عارض کی تلاوت ہے بڑی چیز

بن کر ہی رہا حقِ نیابت کی ضمانت
صدیقؓ کا اعزازِ امامت ہے بڑی چیز

خود رحمتِ عالم کو رہی جس کی تمنّا
فاروقؓ کا اعلانِ حمایت ہے بڑی چیز

صرف اُن کے لئے دستِ نبیؐ پر ہوئی بیعت
عثمانِؓ غنی کی یہ فضیلت ہے بڑی چیز

کمسن ہیں علیؓ پھر بھی حمایت پہ تُلے ہیں
اعلانِ صداقت کی یہ جرأت ہے بڑی چیز

کی حق نے فراہم تری عصمت کی شہادت
اے مادرِ امّت! تری عصمت ہے بڑی چیز

حسنینؓ کی مدحت، مرا شیوہ، مرا ایمان
سرکارؐ کی سنّت ہے، یہ مدحت ہے بڑی چیز

بخشش بھی اسی سے ہے شفاعت بھی اسی سے
سیفیؔ یہ ترا اشکِ ندامت ہے بڑی چیز

بدایوں میں مطروحہ نعتیہ مشاعرے کے لئے کہی گئی طرحی نعتِ سرورِ کائنات صَلیٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بہ طرح ذیل ــ

"ناخدائے کشتیِ دیں نامِ والا ہوگیا"

نورِ ایماں کے اُجالوں سے سویرا ہوگیا
نور کا تڑکا ہوا، ظلمت کا تڑکا ہوگیا

آگئے اب ہادیؐ کونین بزمِ دہر میں
اَمنِ عالم کی ضمانت، اُن کا آنا ہوگیا

اب کوئی انساں نہ بن پائے گا انساں کا خدا
ہر طرف انسانیت کا بول بالا ہوگیا

سایۂ جسمِ مبارک، سایۂ رحمت بنا
اور ہر عالم پہ اس رحمت کا سایا ہوگیا

پائیں ہر ہر ذہن نے آسودگی کی دولتیں
اُن کے در کا ایک منگتا سب کا داتا ہوگیا

جس کو حاصل ہوگیا اُنؐ کی غلامی کا شرف
وہ زمانے بھر کے آقاؤں کا آقا ہوگیا

میرے آقاؐ کی غلامی کا یہی اعجاز ہے
کوئی کتنا ہی بُرا آیا ہو، اچھا ہوگیا

اُن کی خاطر جان کی بازی لگانا شرط ہے
کس قدر آسان اب جنت کا رستہ ہوگیا

پہلے ممکن ہی نہ تھا اِنعامِ جنت کا حصول
تھا بہت مہنگا جو سودا، اب وہ سستا ہوگیا

آپ سے اخلاص اِس اُمت کا نصب العین تھا
مرتبہ حاصل اِسے خیرالامم کا ہوگیا

اُمّت آشوب

اب بھی کیا خیرُ الامم ہے آپؐ کی اُمّت حضورؐ!
میرے آقاؐ! آپ کی اُمّت کو اب کیا ہوگیا؟

کھودیا ہے اس نے اپنی سرفرازی کا مقام
اب تو اوروں کی غلامی اِس کا شیوہ ہوگیا

زندگی کی دوڑ میں اب سب سے پیچھے ہے یہ قوم
ذلتِ افکار سے اب اس کا رشتہ ہوگیا

پستیِ اخلاق میں اِس کا کوئی ثانی نہیں
امتیاز اِس کا یہی اب میرے آقاؐ ہوگیا

اب نہیں کرتی یہ قوم اپنے عمل کا احتساب
صورتِ شمشیر، مشکل اس کو جینا ہوگیا

کردیا ہے بے حسی کی نذر احساسِ حیات
ذوقِ حفظِ زندگانی اس کا مردہ ہوگیا

زندگی میں اس کا سرمایہ ہیں بس خوش فہمیاں
اس کو ناممکن حقیقت کا سمجھنا ہوگیا

آپؐ سے غافل ہوئی، اللہ سے غافل ہوئی
اس کا ہر ہر فرد بہرا، گونگا، اندھا ہوگیا

صورِ اسرافیل بھی اس کو جگا سکتا نہیں
خوابِ غفلت کا کچھ اس پر ایسا غلبہ ہوگیا

بے شعوری ، بے حسی ، بے اعتنائی کے سبب
دور اس سے زندگی کا ہر سلیقہ ہوگیا

اس کی نا اہلی کے ہاتھوں چھن گیا اس کا وقار
آپؐ کی بخشی ہوئی عزّت کا سودا ہوگیا

اس نے ارضِ پاک پر مانگی ہے غیروں سے پناہ
"اب حرم کی پاسبانی کو بھی خطرہ ہوگیا"

اس حماقت کا خدا ہی جانے کیا انجام ہو
دیکھتے ہی دیکھتے سرکار یہ کیا ہوگا؟

کیا کوئی امکاں عمرؓ جیسے مدبّر کا نہیں
اس کا عہدِ رفتہ کیا بالکل فسانہ ہوگیا

کیا نہ ہوگی بے نیام اب ذوالفقارِ حیدریؓ
عزمِ شبیریؓ بھی کیا اُمت میں عنقا ہوگیا

کیا نہ پیدا ہوگا پھر سے کوئی خالدؓ بن ولید
سرنگوں کیا مستقل اب اس کا جھنڈا ہوگیا

ابنِ قاسم، قتیبہ، ایوبی طارق بن زیاد
موم کیا ایسی بھی تلواروں کا لوہا ہوگیا

کیا نہ گرمائے گی اب اس قوم کو روحِ جہاد
کیا رگوں میں اس کی خوں ایسا ہی ٹھنڈا ہوگیا

ڈوبتی آئی تھیں طوفانوں میں اب تک کشتیاں
خشکیوں میں غرق اس امت کا بیڑا ہوگیا

آپ نے بھی پھیر لی کیا اس کی جانب سے نگاہ
سلسلہ کیوں بند آقاؐ رحمتوں کا ہوگیا

اپنے جلووں سے سجا آئینہ خانہ دے دے
بے ٹھکانا ہے نظر اس کو ٹھکانا دے دے

وہ جو سب کچھ ہے مرا، بس وہ مجھے قربت کا
ایک لمحہ بھی جو دے دے تو زمانہ دے دے

زندگی بھر کو مرے حجرۂ جاں میں بس جا
عشقِ بے مایہ کو انمول خزانہ دے دے

میں تو میں، میری تو نسلیں بھی رہیں گی ممنون
سر چھپانے کو جو قدموں میں ٹھکانا دے دے

میرے اشکوں کو عطا کر کے ندامت کی سند
اپنی رحمت کو برسنے کا بہانہ دے دے

اپنی آواز کا رس گھول مرے کانوں میں
میری کنگال سماعت کو خزانہ دے دے

شوکتِ فقر عطا کر مری ناداری کو
اپنے دربار کا اعزازِ شہانہ دے دے

دے نگاہوں کو مری نورِ تبسم کی بہار
ایک موسم تو سہانے سے سہانا دے دے

جس کے لمحوں میں ہو صدیوں کا بدل اے سیفیؔ
دیکھ لے مڑ کے تو اپنا ہی زمانہ دے دے

جمالِ یزداں بھی جلوہ گستر نہ تھا رخِ مصطفیٰؐ سے پہلے
خدا کے جلوے بھی اوٹ میں تھے وجودِ جلوہ نما سے پہلے

انہیں کو تخلیقِ اولیں کا شرف ہے کون و مکاں میں حاصل
سوائے خالق کے کچھ نہیں تھا محمدِ مصطفیٰؐ سے پہلے

یہ ابتدا کیسی ابتدا ہے، یہ انتہا کیسی انتہا ہے
حضورؐ ہیں انتہائے امکاں مگر ہر اک ابتدا سے پہلے

یہ میری دنیا، یہ میری عقبیٰ، بنیں نہ اک سلسلہ غموں کا
متاعِ دیدار ہو میسّر مجھے پیامِ قضا سے پہلے

خدا ہے غفّار اور آقاؐ شفیعِ محشر، تمامِ رحمت
سنا ہی دیں گے جزا کا مژدہ ہمیں وہ حکمِ سزا سے پہلے

سوائے صدیقؓ کے، نبیؐ نے کسے دیا منصبِ امامت
شرف نیابت کا کس نے پایا ہے اُس سراپا وفا سے پہلے

عمرؓ کی جرأت نے نصرتوں کے تمام ہی باب کھول ڈالے
نہیں تو یہ دین سست رو تھا عمرؓ کے زورِ صدا سے پہلے

اُنہیں کی دولت نے دینِ حق کی قدم قدم پر معاونت کی
جنابِ عثمانؓ کی فضیلت کو پوچھیے مصطفیٰؐ سے پہلے

حمایتِ دینِ حق کا اعزاز، کمسنی میں کسے ملا ہے
نبیؐ کی ہمت بندھانے والا، تھا کون شیرِؓ خدا سے پہلے

وجودِ نورِ نبیؐ نتیجہ، ارادۂ کبریا کا سیفیؔ
نہ جانے یہ نور کیا رہا تھا ارادۂ کبریا سے پہلے

قطعہ

جذبۂ دل کو میسر ہے اثر آج کی رات
عرش اعظم پہ ہے انساں کا گذر آج کی رات

طلبِ حضرتِ باری کا سہارا لے کر
اپنی معراج کو پہنچا ہے بشر آج کی رات

نعت

ہفت افلاک میں پیدا ہوئے در آج کی رات
"قَابَ قَوْسَیْنِ" کی منزل ہوئی سر آج کی رات

رہ گئی منزلِ "قوسین" بھی لیکن پیچھے
اس سے آگے بھی ہوا تیرا گذر آج کی رات

کون ہے وہ جو تعیّن کرے "اَوْ اَدْنیٰ" کا
ہے کسے تیرے سوا اس کی خبر آج کی رات

جرأتِ طائرِ سدرہ نے بھی دم توڑ دیا
کون پائے گا تری گردِ سفر آج کی رات

ایک موسیٰ کہ گرے طور پہ ہو کر بیہوش
اور اک آپ کہ جھپکی نہ نظر آج کی رات

بخششِ امتِ عاصی کے نہ ہوتے سامان
بھول جاتے ہمیں سرکار اگر آج کی رات

ہل رہی ہے ابھی زنجیر بھی، بستر بھی ہے گرم
رُک گیا سلسلۂ شام و سحر آج کی رات

بزم ہستی کی ہر اک چیز معطل ہے مگر
ایک سرکارؐ کہ ہیں گرمِ سفر آج کی رات

آرزو یہ ہے کہ سر جھک کے نہ اٹھے سیفیؔ
ایک ہی سجدے میں ہو جائے بسر آج کی رات

زبانِ شوق مری اور اِس بیاں کے لئے
قدم زمیں نے اٹھائے ہیں آسماں کے لئے

کہا گیا ہے فقط فرقِ دو کماں کے لئے
کہ یہ حجاب ضروری تھا درمیاں کے لئے

ہمیں تو منزلِ قوسین کہہ کے ٹال دیا
خدا ہی جانے چلے ہیں وہ خود کہاں کے لئے

کمال دیکھئے، قیدِ وجود و جسم کے ساتھ
مکان والے چلے آج لا مکاں کے لئے

اُنہیں سے عرش منور، اُنہیں سے فرش پہ نور
وہی وہاں کے لئے ہیں، وہی یہاں کے لئے

حکایتِ شبِ معراج کچھ نہیں آساں
شعور چاہیے سیفیؔ تمہیں بیاں کے لئے

اللہ اللہ یہ معراجِ یقیں آج کی رات
اک بشر اور برِ عرشِ بریں آج کی رات

زینتِ فرش تھا جو ارضِ حرم میں اب تک
ہے وہی فرش نشیں، عرش نشیں آج کی رات

آج کی رات نہیں وہم و گماں کا مذکور
ہے یقیں، صرف یقیں، صرف یقیں آج کی رات

جو ازل ہی سے چمکتا تھا سرِ عرشِ بریں
پھر وہی نور ہوا عرش نشیں آج کی رات

جانبِ اصل ہوا کرتی ہے ہر شے راجع
نور آیا تھا جہاں سے، ہے وہیں آج کی رات

اللہ اللہ مقاماتِ نبیؐ کا یہ عروج
تھک گئے شہپرِ جبریلِ امیں آج کی رات

"قابَ قوسَینِ" بھی اک حد ہے مگر "اَو اَدنیٰ"
اس کی تشریح کا امکان نہیں آج کی رات

کوئی ساتھی نہ گیا منزلِ ''اَو اَدْنیٰ'' تک
رہ گیا کوئی کہیں، کوئی کہیں آج کی رات

صرف اُن ؐ کے لئے بدلے گئے فطرت کے اصول
نظمِ کونین رہا زیرِ نگیں آج کی رات

وقت بھی ٹھیر گیا، کوئی تغیّر نہ ہوا
گردشیں بھول گئی تھی یہ زمیں آج کی رات

پیشِ داور بھی رہا امتِ عاصی کا خیال
اپنی امت کو وہ بھولے تو نہیں آج کی رات

ایک سجدے میں ہو شب بھر کی عبادت کا شمار
یوں جھکاؤں کہ نہ اُٹھے یہ جبیں آج کی رات

اُن کی قابل نہیں ''قوسین'' کی منزل سیفیؔ
خود ہی جانیں وہ کہاں ہوں گے مکیں آج کی رات

انیسِ بیکساں تم ہو، مرادِ عاشقاں تم ہو
غریبانِ محبت کے، زمین و آسماں تم ہو

بنی جن کے لئے راہِ سفر یہ کہکشاں، تم ہو
نہیں کوئی سرِ عرشِ الٰہی میہماں، تم ہو

دل و دانش تمہاری ذاتِ اقدس سے عبارت ہیں
دل و دانش کی دنیا کے، امیرِ کارواں تم ہو

رموزِ حق تمہیں پر، بس تمہیں پر آشکارا ہیں
ہر اک رازِ مشیت کے، امین و رازداں تم ہو

یہ بزمِ عالمِ امکاں، تمہارے دم سے قائم ہے
یہ ہے اک جسم اور اس جسم کی روحِ رواں تم ہو

تمہارے نور کا پرتو، محیطِ حسنِ عالم ہے
اِدھر تم ہو، اُدھر تم ہو، یہاں تم ہو، وہاں تم ہو

تمہیں مدحت سرائی نے، نبی کی یہ شرف بخشا
کہ امروہہ میں سیفیؔ، شامِ شیریں بیاں تم ہو

نعت کہنی ہے تو مضمون بھی اعلیٰ کہیئے
شانِ محبوبؐ میں قرآں کو قصیدہ کہیئے

مانگیئے نعتِ پیمبرؐ کی خدا سے توفیق
اپنی جرأت کو فقط جرأتِ بے جا کہیئے

شعر گوئی کی طبیعت کا تقاضہ یہ ہے
نعت کے شغل کو ہر شغل سے اچھا کہیئے

شعراء کو مرا پیغام یہ ہے بعدِ سلام
نعتِ سرکارِ دوعالمؐ کو فریضہ کہیئے

یوں تو غم اور بھی دنیا میں بہت ہیں لیکن
صرف اُن کا ہی تو غم ہے جسے اپنا کہیئے

حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا معلوم
کیوں نہ سرکارؐ کو اِن سب کا ذخیرہ کہیئے

حُسن جتنے حدِ امکاں میں سما سکتے ہیں
اُن کو اُن سارے محاسن کا خلاصہ کہیئے

تھا شبِ کفر کی ظلمت کا تسلّط گہرا
نورِ پیشانیٔ حضرتؐ کو سویرا کہیے

مرتبہ حضرتِ صدیقؓ کا ہم کیا سمجھیں؟
دیں امامت جنہیں سرکارؐ انہیں کیا کہیے

عدل کو ناز ہے جس ذات پہ فاروقؓ ہیں وہ
کیوں نہ فاروقؓ کو انصاف سراپا کہیے

پیکرِ حلم و حیا، جود و سخا، صبر و رضا
عقل حیران ہے عثمانؓ کو کیا کیا کہیے

خود جنہیں رحمتِ عالم نے کہا ہو ''مولا''
آپ بھی اُس شہِ ذیجاہ کو مولاؓ کہیے

جانشینانِ نبیؐ آپ رہے اپنی مثال
ان میں ہر ایک کو اپنی جگہ یکتا کہیے

زندگی کی یہی معراج ہے سیفیؔ کہ اسے
عشقِ سرکارِ دوعالم کی تمنّا کہیے

طرح: ''اُن کا وجود باعثِ امکانِ کائنات''

ہے اُن کے دم سے رونقِ ایوانِ کائنات
اُن کے سوا نہیں ہے کوئی جانِ کائنات

''لَولَاکَ'' نے دراصل یہ ثابت کیا، کہ ہے
''اُن کا وجود باعثِ امکانِ کائنات''

کیا فیض تھا نگاہِ رسالت مآبؐ کا
اُن کے غلام صاحبِ فرمانِ کائنات

صدیقؓ باوفا، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ
اِن میں ہر ایک خاصۂ خاصانِ کائنات

مظلوم کوئی بھی ہو وہ ہوتا ہے داد رس
ہے آپؐ کی نگاہ، نگہبانِ کائنات

ہے اُن کی ذات رحمتِ کُل عالمیں تو پھر
ممنون اُن کے سب گنہگارانِ کائنات

ہے لفظِ کائنات محیطِ نظامِ کُل
ہیں اس لئے حضور ہی بس جانِ کائنات

جو اُن کے نام لیوا ہیں اُن کا یہ فرض ہے
سینچیں لہو سے اپنے گلستانِ کائنات

سوز و گداز مصطفویؐ ہو جنہیں نصیب
سلجھائیں گے وہ زلفِ پریشانِ کائنات

جو پھیلتی ہے نورِ رسالت مآب سے
وہ روشنی ہے وجہِ چراغانِ کائنات

در پر اگر نہ آئیں رسالت مآبؐ کے
بھٹکیں گے اور راہ نوردانِ کائنات

فکرِ علیل کے لئے اک نسخہء شفا
قرآنِ پاک اصل میں درمانِ کائنات

اللہ کا کلام زبانِ رسولؐ سے
گونگے ہیں اُن کے آگے فصیحانِ کائنات

سیفیؔ کے حال پر بھی نگاہِ کرم شہاؐ
تم پر سلام شاہِ رسولانِ کائنات

یاد جب اُنؐ کی آگئی سارے ملال لے گئی
بحرِ غمِ حیات سے مجھ کو نکال لے گئی

اُنؐ کے کرم کا سلسلہ حال سے میرے جُڑ گیا
بارگہِ رسولؐ تک صورتِ حال لے گئی

بابِ حریمِ مصطفیٰؐ، سب کے لئے کھلا ملا
اُنؐ کے حضور حسرتِ عرضِ سوال لے گئی

نورِ خدا کو عرش پر دیکھا کئے نبیؐ اُدھر
ہوش کلیمؑ کے اِدھر برقِ جمال لے گئی

قربتِ سوزِ مصطفیٰؐ برسرِ اَوج لائی تھی
دوریِ عشقِ مصطفیٰؐ، سوئے زوال لے گئی

سوزِ اذاں سے دور تک ٹوٹ گیا طلسمِ خواب
دوش پہ اپنے جب صبا لحنِ بلال لے گئی

محاذِ کفر پہ بھرپور ایسا وار ہے اُن کا
زمانے میں اُجالا حشر تک ضوبار ہے اُن کا

انہیں کی ذاتِ اقدس جامعِ جملہ محاسن ہے
یہاں جو حسن بھی ہے، حاشیہ بردار ہے اُن کا

اُنہیں کے نور سے ہے عالمِ امکاں کی تابانی
کہیں بھی ہو اُجالا، پرتوِ انوار ہے اُن کا

وہی دونوں جہاں میں اک سہارا دینے والے ہیں
عطا اس پار ہے اُن کی، کرم اُس پار ہے اُن کا

یہی اُن کی شفاعت، ان کی شفقت کا تقاضہ ہے
دہائی اُن کی دیتا ہے تو عصیاں کار ہے اُن کا

میں قرباں اپنے آقاؐ کی مسلسل اِس نوازش پر
خطا ہر بار ہے میری، کرم ہر بار ہے اُن کا

جو اُن پر جان دینے کا تہیہ کر کے جیتے ہیں
کسی سے کوئی سمجھوتہ بہت دشوار ہے اُنؐ کا

جو ہے اُنؐ کا اسیر، آزادیٔ انساں کا ضامن ہے
مسیحائے زمانہ وہ ہے جو بیمار ہے اُن کا

گرفتار اُن کا، آزادِ غمِ دنیا، غمِ عقبیٰ
ہر اپنے چاہنے والے پہ کیسا پیار ہے اُن کا

کسی صورت، کوئی منگتا، کبھی خالی نہیں جاتا
"عجب سرکار ہے اُنؐ کی عجب دربار ہے اُن کا"

ابوجہل اک جہنم ہے، بلالؓ اک خلدِ ایمانی
اُدھر انکار ہے اُنؐ کا اِدھر اقرار ہے اُنؐ کا

وہ اپنے گلشنِ امت کے تنہا ایک مالی ہیں
یہاں ہر پھول ہے اُن کا، یہاں ہر خار ہے اُن کا

ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کو ذرا دیکھو
کہ اُن کے فیض صحبت سے ہر اک شہکار ہے اُن کا

ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ یار ہیں اُن کے
جو ان یاروںؓ میں افضل ہے وہ یارؓ غار ہے اُن کا

کشش کوئی نہیں میرے لئے رضواں کی جنت میں
مری جنت تو سینگی سایۂ دیوار ہے اُنؐ کا

اللہ کا عرفان ہے عرفانِ محمدؐ
ہوتے ہیں حق آگاہ شناسانِ محمدؐ

وہ اوّلِ مخلوق بھی ہیں، ختمِ رُسُل بھی
ہر شان نظر آتی ہے شایانِ محمدؐ

کونین انہیںؐ سے ہے تو کونین کے سر سے
اُترا ہے نہ اُترے گا یہ احسانِ محمدؐ

ہیں فرش سے تا عرش خلائیں بھی مسخر
کیا چیز نہیں تابعِ فرمانِ محمدؐ

فرمانِ محمدؐ تو وہ اپنی جگہ لیکن
فرمانِ الٰہی بھی ہے فرمانِ محمدؐ

دنیا میں ہزاروں ہی نبیؐ آئے ہیں لیکن
تکمیلِ ہدایت ہے بہ عنوانِ محمدؐ

دنیا کے مسائل کا فقط ایک ہی حل ہے
ہر ذہن ہو آسودۂ فیضانِ محمدؐ

جو چاہے وہ اس سایۂ رحمت میں چلا آئے
ہے سب کے لئے سایۂ دامان محمدؐ

آزادِ غمِ کون و مکاں، اُن کے گرفتار
اے صلِ علیٰ! شانِ اسیرانِ محمدؐ

محبوبِ محمدؐ بھی ہیں، محبوبِ خدا بھی
شایانِ محمدؐ ہیں، فدایانِ محمدؐ

اصحابؓ نبیؐ، آلؑ نبیؐ اُنؐ کا ہی پرتو
جانانِ محمدؐ ہیں یہ خاصانِ محمدؐ

یوں تو ہر اک ارمان میں اک طرفہ کشش ہے
دولت ہے دلوں کی تو بس ارمانِ محمدؐ

شاہی کا تصور تو بہت ہیچ ہے سیفیؔ
شاہوں سے تو افضل ہیں گدایانِ محمدؐ

بتاتے آئے تھے جو سب نبیؐ اب تک زمانے کو
حضورؐ آئے ہیں دنیا میں وہی مژدہ سنانے کو

مجھے سر چاہئے آقا کے قدموں پر جھکانے کو
مجھے دل چاہئے سرکارؐ کی یادیں بسانے کو

زمانہ اپنے سب موسم بدل دے اور یہ دیکھے
مدینے کی ہوائیں راس آئیں گی زمانے کو

نبیؐ کے عشق کا دیوانہ، دیوانہ نہیں ہوتا
وہ دیوانہ ہے، دیوانہ کہے جو اس دوانے کو

مری آوارہ گردی نے مجھے بے گھر رکھا اب تک
ٹھکانا چاہیے قدموں میں آقا سر چھپانے کو

مجھے اپنی جبینِ شوق کی قیمت بڑھانی ہے
مرے سجدوں کی حاجت کب ہے اُنکے آستانے کو

زمانہ دیکھ لے کچھ جھلکیاں عہدِ رسالت کی
عطا قربت کے کچھ لمحات کر دیجئے زمانے کو

روایت مدتوں سے نعت ہے میرے گھرانے کی
شرف اک عمر سے حاصل ہے یہ میرے گھرانے کو

مرے والد، مرے بھائی، مری اولاد اور ہم سب
مقدم جانتے ہیں بس نبیؐ کے گیت گانے کو

رؤفؔ و حامدؔ و ساجدؔ، زبیرؔ و عارضؔ و سیفیؔ
سرِ بزمِ سخن آتے ہیں نعتیں ہی سُنانے کو

متاعِ دردمنداں ہے نبیؐ کے عشق کی دولت
غمِ عشقِ نبیؐ ہے آبروئے دل کی بڑھانے کو

تہی دست و تہی دامن ہوں یارب! لاج رکھ میری
مجھے سب کچھ عطا کر اُن کی راہوں میں لُٹانے کو

مری دونوں جہاں کی زندگی کا مدعا یہ ہے
کہ آقاؐ مجھ سے کہہ دیں سایۂ رحمت میں آنے کو

صبا کہتی ہے اپنے دل کی محفل کو سجا سیفیؔ
کہ فرمایا ہے آقاؐ نے ابھی تشریف لانے کو

صدقۂ شیرینیٔ گفتار اے آقا! مجھے
معتبر لگنے لگے گا پھر مرا لہجہ مجھے

سوزشِ عشقِ مصطفیٰؐ دکھلائے وہ رستہ مجھے
بارگاہِ ناز تک لے جائے جو سیدھا مجھے

پر لگا کر شوق کے اُڑ کر پہنچ جاؤں وہاں
یاد تو کر اے فضائے گنبدِ خضرا مجھے

عصمتِ بینائی ہے اک شرط اُن کی دید کو
خاکِ پائے مصطفیٰؐ کا چاہیے سرمہ مجھے

نعمتِ قربت سے کر دیجیے مجھے بھی سرفراز
اپنے لمحاتِ مقدس میں سے اک لمحہ مجھے

لاج رہ جائے مری دیوانگیٔ شوق کی
آپ بھی اک بار فرما دیں اگر اپنا مجھے

آ گیا ہے دامنِ سرکارؐ میرے ہاتھ میں
اب کسی اُلجھن، کسی غم کی نہیں پروا مجھے

نام[1] کا میرے حوالہ میرے والد کے لئے
یہ شرف بخشا گیا تنہا مجھے تنہا مجھے

میں کہ عصیاں کار و مجرم میں تو اس قابل نہ تھا
میرے آقاؐ نے نگاہوں میں بہت رکھا مجھے

تھی وہ میری کون سی ایسی ادائے اضطراب
دے گئی اُن کی توجہ کا جو سرمایا مجھے

میں تہی فکر و تہی مغز و تہی دست و علیل
صحتِ افکار سے کر دیجئے اچھا مجھے

فکر دنیا، فکر عقبیٰ سے ملی تجھ کو نجات
بس سُنا دیجئے مرے سرکارؐ یہ مژدہ مجھے

یہ بشارت دے کے مجھ کو زندگی دے دیجئے
کھا نہ جائے فکرِ امروز و غمِ فردا مجھے

[1] وقارالاسلام صاحب خلف جناب الحاج بدرالاسلام صاحب مسجد نبوی میں کچھ مراقب سے تھے کہ اُن کے کانوں میں ایک آواز آئی ''عبدالرؤف کو اپنے خرچ سے یہاں بلاؤ''۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا، کون عبدالرؤف؟ فرمایا گیا ''سیفی کے والد''

بڑھایا اس طرح آقاؐ نے سیفی مرتبہ میرا
شرف بخشا غلامی کا تو قد اونچا ہوا میرا

شمار اُن کے غلاموں میں اگر ہونے لگا میرا
انہیںؐ کے ذکر سے گونجے گا پھر تذکرہ میرا

انہیں کے راستے پر منزلِ مقصود ملتی ہے
انہیں کی راہ پر چلنے میں ہوتا ہے بھلا میرا

غلط راہیں جو دل میں بار پاتی ہیں تو لگتا ہے
کہ جیسے کوئی بڑھ کر روک لے گا راستہ میرا

میں اُنؐ کی راہ سے ہٹ کر قدم رکھ ہی نہیں سکتا
میں بڑھتا ہوں تو دامن کھینچ لیتی ہے صبا میرا

مجھے خُلقِ عظیمِ مصطفیٰؐ میں ڈھال دے یارب!
بہت کم حوصلہ ہوں میں بڑھا دے حوصلہ میرا

یہ دنیا روشنی پاکر علی الاعلان کہتی ہے
''کیا نورِ محمدؐ نے مجلّیٰ.... آئینہ میرا''

میں اُنؐ پر مرنے والوں کی ادا پر جان دیتا ہوں
بہت ہی راس آیا ہے مجھے یہ مشغلہ میرا

مجھے سرکارؐ کی نسبت نے ایسی منزلت بخشی
میں اُن کا ہوگیا تو اک زمانہ ہوگیا میرا

مجھے حاجت نہیں اپنی زباں سے عرض کرنے کی
اُنہیںؐ معلوم ہے جو حال ہے اچھا بڑا میرا

فرشتے لے چلے تھے مجھ کو دوزخ کی طرف سیفیؔ
مگر یہ حال آقاؐ سے نہیں دیکھا گیا میرا

اُنؐ کی رحمت نے پکارا ہے اُدھر جاؤں گا
بے گھری ختم ہوئی میری، میں گھر جاؤں گا

آخری ایک ادب گاہ ہے دربار ترا
بہ قدم جرم سا لگتا ہے بہ سر جاؤں گا

دست گیری بھی ترا ہاتھ ہی فرمائیگا
حکم تو دے تو سمندر میں اُتر جاؤں گا

اپنے اخلاق کی ایک چھوٹ مرے ذہن پہ بھی
اس اُجالے میں نہالوں تو نکھر جاؤں گا

ذہن بیمار کو کیا صحت افکار سے ربط
فکر کو سمت جو تو دے تو سنور جاؤں گا

میرے انفاس میں گرمی ترے انفاس کی ہے
تیرا پیغام بنوں گا میں جدھر جاؤں گا

نام[1] کا میرے حوالہ میرے والد کے لئے
یہ شرف بخشا گیا تنہا مجھے تنہا مجھے

میں کہ عصیاں کار و مجرم میں تو اس قابل نہ تھا
میرے آقاؐ نے نگاہوں میں بہت رکھا مجھے

تھی وہ میری کون سی ایسی ادائے اضطراب
دے گئی اُن کی توجہ کا جو سرمایا مجھے

میں تہی فکر و تہی مغز و تہی دست و علیل
صحتِ افکار سے کر دیجئے اچھا مجھے

فکرِ دنیا، فکرِ عقبیٰ سے ملی تجھ کو نجات
بس سُنا دیجئے مرے سرکارؐ یہ مژدہ مجھے

یہ بشارت دے کے مجھ کو زندگی دے دیجئے
کھا نہ جائے فکرِ امروز و غمِ فردا مجھے

1۔ وقارالاسلام صاحب خلف جناب الحاج بدرالاسلام صاحب مسجد نبوی میں کچھ مراقب سے تھے کہ اُن کے کانوں میں ایک آواز آئی ''عبدالرؤف کو اپنے خرچ سے یہاں بلا'' انہوں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا، کون عبدالرؤف؟ فرمایا گیا ''سیفی کے والد''

اپنے لہجے کی حلاوت مرے نغمات میں گھول
آیتیں بن کے فضاؤں میں بکھر جاؤں گا

دونوں عالم میں فقط ایک سہارا تو ہے
میں تجھی تک جو نہ پہنچا تو کدھر جاؤں گا

میں ہوں سیفیؔ، ترا ادنیٰ سا غلام اے آقاؐ!
جی اٹھوں گا جو تری راہ میں مر جاؤں گا

آپؐ سا، آپؐ سے پہلے کوئی انساں نہ ہوا
آپؐ کے بعد بھی اس بات کا امکاں نہ ہوا

وحشتیں عشقِ پیمبرؐ میں نہ حد سے گذریں
چاک دامن نہ ہوا، چاک گریباں نہ ہوا

یوں تو عیسیٰؑ بھی تھے، موسیٰؑ بھی تھے داؤدؑ بھی تھے
لیکن اُن میں سے کوئی عرش پہ مہماں نہ ہوا

اُنؐ کی تصویرِ محبت کا ہے دل آئینہ
اور آئینہ بھی وہ، جو کبھی حیراں نہ ہوا

آپ کے دامنِ رحمت نے اماں بخشی ہے
جب کسی طور علاجِ غمِ دوراں نہ ہوا

کیسے محسن ہیں کہ احسان جتاتے ہی نہیں
اُنؐ سے بڑھ کر تو کوئی صاحبِ احساں نہ ہوا

اپنے ایمان میں کمزور ہے وہ اے سیفیؔ!
جس کے ایمان کو "سرکارؐ" کا عرفاں نہ ہوا

صاحب قبلہ حضرت رؤف امروہوی رحمت اللہ علیہ کے چہلم کی تقریب ایصال ثواب منعقدہ و مطروحہ نعتیہ مشاعرے میں ایک طرحی قطعہ اور ایک طرحی نعت مندرجہ ذیل طرحوں پر پڑھی "آپ کے لطف نے لاکھوں نے مدینہ دیکھا" اور دوسری طرح "اللہ کی ہر چیز ہے قبضے میں تمہارے"

قطعہ

والد گرامی کے خدمت میں

آپ کو منزل مقصود ملی دنیا میں
آپ نے اپنی تمناؤں کو پھلتا دیکھا

آپ کے ذوق طلب میں تھا کچھ ایسا ہی خلوص
حج کعبہ بھی کیا، گنبدِ خضریٰ دیکھا

نعت خوانی کا جو اک شغل کیا تھا جاری
سخت حالات میں بھی اس کو نہ ٹلتا دیکھا

دس محرم کو شہادت کا کیا ذکر شروع
اور وہ جلسہ بھی ہر سال ہی ہوتا دیکھا

پھر کیا محفل میلاد نبیؐ کا آغاز
اور یہ سلسلہ، محفل نہ رُکتا دیکھا

مشغلے آپ کے سب یوں ہی رہیں گے جاری
بات ہی کیا ہے جو دنیا نے نہ ایسا دیکھا

آپ کے بعد بھی ہے نعت کی محفل جاری
ہم نے یہ آپ کے ممدوح کا صدقہ دیکھا

ہم نہ چھوڑیں گے روش آپ کی انشاء اللہ
اس روش ہی میں تو رحمت کا خزانہ دیکھا

آپ کی روح کی تسکیں کا بھی سامان ہے یہ
اپنے حق میں بھی اسے فیض کا دریا دیکھا

نعت

ہر حسن ہے کونین کا حصے میں تمہارے
جو کچھ بھی لکھوں کم ہے قصیدے میں تمہارے

ہے زیست کا ہر گوشہ نمونے میں تمہارے
حل سارے مسائل کا ہے اُسوے میں تمہارے

دنیا کا نہ خطرہ ہے نہ اندیشۂ عقبیٰ
وہ امن ہے، وہ چین ہے سائے میں تمہارے

ظلمت میں جو تھی راہِ نجات آنکھ سے اوجھل
دنیا کو نظر آئی اُجالے میں تمہارے

ہر دشمنِ جانی بھی تھا مجبورِ ستائش
کیا خُلق تھا کیا خُلق رویّے میں تمہارے

اک بار سنا جس نے رہا ہو کے تمہارا
تاثیر قیامت کی تھی لہجے میں تمہارے

تالے تھے زبانوں پہ، خیالات پہ پہرے
اصحابؓ نے گن گائے ہیں ایسے میں تمہارے

صدیقؓ ہیں، فاروقؓ ہیں، عثمانؓ ہیں، علیؓ ہیں
بے مثل یہ چاروں ہیں ادارے میں تمہارے

اس کو بھی قدم بوسی کا اعزاز ملا ہے
یہ کاہکشاں آئی تھی رستے میں تمہارے

سورج کو اطاعت کی سعادت ہوئی حاصل
شق چاند ہوا ایک اشارے میں تمہارے

کونین میں چلتا ہے فقط حکم تمہارا
کونین کی ہر چیز ہے کہنے میں تمہارے

ہاں روزِ ازل سے ہے تمہارا ہی زمانہ
ہر ایک زمانہ ہے زمانے میں تمہارے

ہر علم کا کرتا تھا احاطہ مرے آقاؐ
وہ علمِ لدُنّی جو تھا سینے میں تمہارے

تم احمدِؐ مختار ہو، تم احمدؐ مختار
اللہ کی ہر چیز ہے قبضے میں تمہارے

ہم اہلِ محبت کا یہ ایمان ہے آقاؐ
قیمت ہے اگر سر کی تو سودے میں تمہارے

اعمال کی خوبی کا تو غرّہ ہی غلط ہے
بخشش کا ہے امکان تو صدقے میں تمہارے

تا حشر تمہارے ہی تصور میں کٹے گی
جاتی رہیں آنکھیں جو نظارے میں تمہارے

کچھ ایسے تعلق سے نوازو مجھے آقاؐ!
آجائے مرا ذکر بھی چرچے میں تمہارے

دنیا کے کسی شغل میں سیفیؔ نے نہ پایا
وہ کیف جو ملتا ہے وظیفے میں تمہارے

کون سمجھے، کون جانے، عظمتِ ذاتِ رسولؐ
بس خدا کے علم ہی میں ہیں مقاماتِ رسولؐ

ختم کس منزل پہ ہوتے ہیں مراتب آپؐ کے
جانے کس نقطے سے ہوتی ہے شروعات رسولؐ

تشنہ ذہنوں کو کیا سیراب تیرے فیض نے
کیا ادا ہے تیری اے حسنِ عنایات رسولؐ

حشر تک تبدیلیوں کی اب کوئی حاجت نہیں
اتنی جامع اور مکمل ہیں ہدایاتِ رسولؐ

لیجیے ہر ہر عمل کا جائزہ یہ سوچ کر
برسرِ محشر نہ ہوں مجروح جذباتِ رسولؐ

زیست کے سب مسئلے سرکارؐ ہی سے پوچھیے
سب مسائل کا یقینی حل، جواباتِ رسولؐ

جس پہ نظریں ڈال دیں دنیا بدل کر رہ گئی
اہلِ دل سے پوچھیے طرزِ فتوحاتِ رسولؐ

زندگی کا کارواں جس موڑ پر جھکنے لگے
کام ہر اُس موڑ پر آئیں گے خطباتِ رسولؐ

ہم گنہ گارانِ امت کو ہے بخشش کی امید
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوں گی مراعاتِ رسولؐ

ہاں ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی قسم
دیکھئے ان کو کہ یہ چاروں ہیں آیاتِ رسولؐ

جو ابھی تک فرش پر تھا، ہے ابھی وہ عرش پر
ہیں فضائے لا مکاں میں بھی مکاناتِ رسولؐ

تم کو سیفیؔ نعت گوئی پر کوئی قدرت نہیں
تم گنا سکتے ہو کیا جملہ کمالاتِ رسولؐ

سرکارؐ کے کرم کی رَوش تو وہی رہی
میرے ہی سوزِ دل میں ابھی تک کمی رہی

عصیاں کی تیز دھوپ بھی دوزخ ہی تھی مگر
اُن کے کرم کی چھاؤں بھی جنّت بنی رہی

سرکارؐ نے مجھے بھی ترس کھا کے چُن لیا
کچھ دن ہی میرے ساتھ یہ بیچارگی رہی

اُنؐ کے دیار سے جو کبھی لائی تھی صبا
میرے مشامِ جاں میں وہ خوشبو بسی رہی

عشقِ نبیؐ نے ہوش میں رہنا سکھا دیا
جو کیفیت رہی ہے، بہ شائستگی رہی

دامن ملا نہ اُن کا تو آنسو نہیں گرے
نوکِ مژہ پہ میری تمنّا سجی رہی

ہم بیکسوں پہ حشر، قیامت نہ ڈھا سکا
اُن کی نگاہِ لُطف ہمیں پر لگی رہی

بوبکرؓ ہوں، عمرؓ ہوں، کہ عثمانؓ اور علیؓ
ان کی نبیؐ سے دوستی بے مثل ہی رہی

تاریخ کہہ رہی ہے کہ چاروں کی دوستی
دنیا میں دوستی کی علامت بنی رہی

اس دوستی کی ڈھونڈ کے لائے کوئی مثال
اپنی مثال آپ ہی یہ دوستی رہی

سیفیؔ جو عشقِ سرورِؐ کونین کی ہے دین
میری شریکِ حال وہ دیوانگی رہی

ظاہر یہ اہتمام ہے حق کی کتاب سے
محبوبؐ کو خطاب کیا ہے خطاب سے

ہوں مستنیر نورِ رسالت مآبؐ سے
ذرّے کو مل رہی ہے ضیا آفتاب سے

ہے نعت پاک سیرتِ سرکارؐ کا بیاں
نغمے نہ کیسے بکھریں گے تارِ رباب سے

نعتِ نبیؐ کو فرض سمجھتا ہوں اس لئے
ذرّے کو ربطِ خاص رہے آفتاب سے

سوزِ خلوص سازِ تمنا میں.........چاہیے
اذنِ طلب بھی آئے گا اُنؐ کی جناب سے

آساں نہیں حصول سواء السّبیل کا
اِس تک گذر کے آیا ہوں کس کس عذاب سے

مجھ کو تو اُنؐ کی راہ پہ چلنے کا شوق ہے
ہوں میں تو بے نیاز عذاب و ثواب سے

اُنؐ کا سوال سب سے بڑا امتحاں مرا
اے کاش مطمئن ہوں وہ میرے جواب سے

سرکارؐ نے دیا ہے ہمیں جو نصابِ زیست
ہم دور ہو گئے ہیں بہت اُس نصاب سے

ہے وہ نصاب منصبِ ''اَعْلَوْنَ'' کا ضمین
وہ منضبط ہوا ہے خدا کی کتاب سے

ہم اُس نصابِ زیست سے ہٹ کر ہوئے ذلیل
اللہ! پھر سے جوڑ ہمیں اُس نصاب سے

محفوظ ارتکابِ معاصی سے رکھ ہمیں
کر بے نیاز پُرسشِ روزِ حساب سے

سیفیؔ کسی حقیر کو دیں گر وہ منزلت
ہر گز وہ کم نہیں کسی عزت مآبؐ سے

سیفیؔ کبھی تو زحمتِ آئینہ کیجئے
اِس منہ یہ عرضِ حال رسالت مآبؐ سے

اوّلُ مَا خَلَقَ اللہ ہے نمبر اُنؐ کا
کون ہوسکتا ہے کونین میں ہمسر اُنؐ کا

ہم گنہ گار ہیں، پھر ہم تو ہیں کس گنتی میں
انبیاء دیکھیں گے رستہ سرِ محشر اُنؐ کا

نیند کیسی شبِ ہجرت تھی علیؓ سے پوچھو
خوابِ راحت کی ضمانت بنا بستر اُنؐ کا

جان قربان کریں اُنؐ پہ جو اِس دنیا میں
دیکھا جائے گا قیامت میں نہ دفتر اُن کا

اِس یقیں پر کہ وہ تشریف یہاں لائیں گے
اپنی محفل میں رکھو ذکر برابر اُنؐ کا

عالمِ نزع، لحد، حشر، سب آساں ہوں گے
مرنے والے کو اگر نام ہو ازبر اُنؐ کا

میں کہ کرتا ہوں خطاؤں پہ خطائیں سیفیؔ
پھر بھی رہتا ہے کرم مجھ پہ برابر اُنؐ کا

کاش ایسے ہمیں حسنِ سرکارؐ نظر آئے
جس بار نظر اُٹھے، اُس بار نظر آئے

جب حشر کے میداں میں سرکارؐ نظر آئے
ہم جیسوں کی بخشش کے آثار نظر آئے

اعمال کی خوبی کا غرّہ ہی غلط نکلا
اعمال تو سب اپنے بیکار نظر آئے

ہم بھی درِ والا پر حاضر ہوں کبھی یارب!
ہم کو بھی کبھی اُنؐ کا دربار نظر آئے

لو نام شہِ والا، اور سہل اُسے کر لو
جو کام بھی دنیا میں دُشوار نظر آئے

فرزانوں کا کہنا ہے، دیوانے محمدؐ کے
ہر ایک سے دنیا میں ہشیار نظر آئے

وہ آنکھ عطا کر دے سیفیؔ کو خدا، جس میں
آقاؐ کے لئے شوقِ دیدار نظر آئے

آ رہے ہیں رسولِؐ گرامی
سجدہ کر میرے ذوقِ غلامی

آئے آئے وہ حسنِ تمامی
چاند سورج ہیں جن کے سلامی

اب چھلکتا ہے جامِ ہدایت
شاد باش اے مری تشنہ کامی

دونوں عالم میں عزت کا ضامن
میرے سرکار کا نامِ نامی

آخری منتظم بن کے آئے
جب بڑھی حد سے بد انتظامی

آئے درسِ مساوات لے کر
بے کسوں بے نواؤں کے حامی

اُنؐ کے دامن میں سارا زمانہ
اُنؐ کی رحمت نہیں ہے مقامی

اُنؐ کی نظروں میں ہیں سب برابر
کوئی ہندی، نہ رومی، نہ شامی

اُنؐ کا دستور بدلا نہ بدلے
اُنؐ کا لطف و کرم ہے دوامی

پھر ہمارے ضمیروں پہ صیقل
پھر عطا ہو ہمیں بے نیامی

تم کو سیفیؔ کہاں یہ سلیقہ
اُن کے مدّاح حسّانؔ و جامیؔ

بعدِ خدا، خدائی پر آپؐ کا اختیار ہے
روزِ ازل سے تا ابد آپؐ کا اقتدار ہے

ذکرِ حبیبؐ کبریا لب پہ جو بار بار...ہے
میرا یہی سکون ہے، میرا یہی قرار ہے

آپؐ کا جاں نثار ہوں، آپؐ پہ جاں نثار ہے
آپؐ کے جاں نثار کی جان کا اعتبار ہے

آپؐ کا دلفگار ہوں، آپؐ کا بے قرار ہوں
آپؐ کا نام چارہ ساز، دل کا مرے قرار ہے

میں ہوں ردا میں آپ کی، خوش ہوں رضا میں آپ کی
اپنے گناہگار کا آپؐ کو اختیار ہے

لطف ہے عام آپؐ کا، عفو ہے کام آپؐ کا
روزِ جزا بھی مطمئن مجھ سا گناہگار ہے

سب سے زیادہ مالدار، سب سے زیادہ پُر وقار
آپ کی بندگی جسے مایۂ افتخار ہے

مدحِ امام الانبیاء، نعتِ حبیبؐ کبریا
میرا یہ روزگار ہے، میرا یہ کاروبار ہے

سوز ہے وجہِ صد سکوں، غیرتِ عقل ہے جنوں
میری نجات کی سند، دامنِ تار تار ہے

ہے یہی رونقِ حیات، ہے یہی باعثِ نجات
میری متاعِ آگہی الفتِ چار یارؓ ہے

سیفیؔ خستہ حال پر کیجئے کرم کی اک نظر
شیوہ ہے مہر آپؐ کا لطف و کرم شعار ہے

پھر ہوائے گلشنِ طیبہ اِدھر آنے لگی
پھر تمنائے مدینہ دل کو تڑپانے لگی

نکہتِ زُلفِ نبیؐ ذہنوں کو مہکانے لگی
کُھل گئے دل کے دریچے روشنی آنے لگی

رحمتِ حق حال پر میرے ترس کھانے لگی
جب مری چشمِ ندامت اشک برسانے لگی

حجرہ ہائے دل ہوئے آباد اُنؐ کی یاد سے
سارے ویرانوں میں آبادی نظر آنے لگی

دامنِ رحمت ہوا آقاؐ کا جب سایہ فگن
جاں بلب انسانیت بھی زندگی پانے لگی

اللہ اللہ! یہ زبانِ رحمتؐ للعالمیں
اہلِ طائف پر جواباً پھول برسانے لگی

نامۂ اعمال جب محشر میں آیا سامنے
سامنے جاتے ہوئے آقاؐ کے شرم آنے لگی

کیا مسلسل جستجو ہے، کیا مسلسل اضطراب
اصطلاحِ عشق میں کیا چیز ہے جانے ''لگی''

وقت کی گرمی سے گلشن دین کا جلنے لگا
میرے آقاؐ! یہ تپش تو آگ برسانے لگی

سایۂ دامانِ رحمت پھر ہمیں درکار ہے
یہ سمومِ وقت پھر ذہنوں کو جھلسانے لگی

آپؐ کے، ارشاد سے ہم جس قدر ہٹتے رہے
اُس قدر ہی سر بلندی ہم سے کترانے لگی

کیجئے پھر بے عمل امت پہ کیجئے اک نظر
یہ جہادِ زندگانی سے بھی گھبرانے لگی

اس کو اوروں کے لئے جینا تو کیا ہوگا نصیب
یہ تو خود اپنی حفاظت سے اُکتانے لگی

دیکھ نیمّی! وہ اٹھی تیری طرف انؐ کی نظر
اب ٹھکانے تیری وحشت، انؐ کے دیوانے لگی

ملتفت مجھ پہ ترا حُسنِ خطابت ہوتا
میں بھی منجملۂ آیات، اک آیت ہوتا

تیری شیرینیٔ گفتار کی ملتی خیرات
میرا لہجہ ترے لہجے کی لطافت ہوتا

بانٹتا رہتا اُجالے رُخِ خورشید کی مثل
کاش میں لمعۂ انوارِ رسالت ہوتا

سامنے ہوتا مرے مصحفِ عارض تیرا
لمحہ لمحہ مرا مصروفِ تلاوت ہوتا

ایک لمحہ بھی ترے قُرب کا ہوتا جو نصیب
حشر تک کے لئے سرمایۂ عزت ہوتا

لازمی جس کا نتیجہ ہیں ابوبکرؓ و علیؓ
میرے دل کو بھی وہی دردِ عنایت ہوتا

میرے سر پر بھی جو پڑ جاتی ترے پاؤں کی دھول
میں بھی اپنی جگہ رفعت کی علامت ہوتا

تیرے دَر سے مجھے نسبت کی سند مل جاتی
یہ شرف میرے لئے عینِ سعادت ہوتا

کوئی اعزاز بھی ملتا، تو ترے صدقے میں
کچھ بھی میں ہوتا تو بس تیری بدولت ہوتا

سر ملا ہے تو مرے سر کو یہ سودا بھی ملے
ذوقِ سجدہ ملے، سجدوں کا سلیقہ بھی ملے

دل وہ کیا دل نہ ہو جس میں کوئی ہنگامۂ شوق
دل کو یارب مرے عشقِ شہؐ بطحا بھی ملے

اک لگن تھی جو مجھے لے گئی انؐ کے در تک
کوہ بھی راہ میں حائل ہوئے، دریا بھی ملے

انبیاءؑ اور رُسُلؑ کے بھی پڑاؤ دیکھے
اُنؐ کی راہوں میں ہمیں خضرؑ و مسیحاؑ بھی ملے

معجزہ ہائے شہؐ کون و مکاں میں ہم کو
حسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا بھی ملے

درِ آقاؐ ہی پہ ہو جاتی ہے معراجِ سجود
اے جبیں! تجھ کو اگر نقشِ کفِ پا بھی ملے

حرمِ کعبہ بھی سینے سے لگا ہے اس کے
ارضِ مکّہ کو قدومِ شہؐ والا بھی ملے

اِنہیںؐ قدموں سے اُدھر عرش کا رتبہ بھی بڑھا
نقش اِنؐ کے ہی سرِ عرشِ معلّٰی بھی ملے

پہلے تو حضرتِ فاروقؓ سے اک زور ملا
اور پھر دین کو انصارِ مدینہ بھی ملے

کافروں پر تھے شدید اور رحیم آپس میں
جاں نثاری کے لئے ایسے صحابہؓ بھی ملے

حق تعالیٰ نے بھی قرآں میں سراہا جن کو
وہ رفیقان، وفاکیش و صف آرا بھی ملے

صحتِ فکر سے آراستہ ہو ذہن مرا
میرے افکار کو ایمان کا چہرہ بھی ملے

تنگ دامن ہوں مگر پھر بھی تمنا ہے مری
بخششیں آپ کی بھی اور مرا چاہا بھی ملے

آپؐ کے نام پہ مرنے کی سعادت ہو نصیب
جینا آیا ہے، تو مرنے کا سلیقہ بھی ملے

میرے امروز پہ سرکارؐ کرم فرمادیں
تو یقیناً مجھے آسائشِ فردا بھی ملے

زندگی کا ہو اگر آپؐ کی مرضی پہ مدار
کیسی دنیا؟ مجھے بے فکریِ عقبیٰ بھی ملے

اپنے دشمن سے بھی پیش آؤں میں اُن کی ہی طرح
خُلق بھی اُنؐ کا ملے، اُنؐ کا رویّہ بھی ملے

کیسے بد بخت ہیں، سنبھلے نہ بنی اسرائیل
انہیں موسیٰؑ بھی ملے ہیں انہیں عیسیٰؑ بھی ملے

دیکھ کر جس کو نگاہوں میں پھرے دورِ رسولؐ
اُنؐ کے عشاق میں سیفیؔ کوئی ایسا بھی ملے

انسان اور نور سراپا تمہیں تو ہو
ٹھیرا جواب آپ جو اپنا تمہیں تو ہو

جس کی نظیر کا کوئی امکان ہی نہیں
وہ شاہکار دستِ ازل کا تمہیں تو ہو

نورِ ازل کی چھوٹ تمہارا ہی نور ہے
حق جس سے جھانکتا ہے وہ پردہ تمہیں تو ہو

وہ حسن کونسا ہے جو تم کو نہیں ملا
سب خوبیوں کا ایک خلاصہ تمہیں تو ہو

تم ہی تو ہو دعائے براہیمؑ کا اثر
آقا مرے! نویدِ مسیحا تمہیں تو ہو

دنیا کے ذہن و فکر یقیناً علیل تھے
ان کی شفا کا ایک ذریعہ تمہیں تو ہو

اُلجھے ہوئے حیات کے گیسو ہیں آج پھر
سلجھا سکے جو ان کو، وہ شانہ تمہیں تو ہو

تھے جس کا اک مقدمۃ الجیش سب نبی
وہ فوجِ قاہرہ، تنِ تنہا، تمھیں تو ہو

جس سے پناہ مانگتی ہے عقلِ فتنہ کار
عقلِ سلیم کا وہ اُجالا تمھیں تو ہو

انسانیت کو یوں تو ملے سیکڑوں مقام
انسانیت کا آخری درجہ تمھیں تو ہو

چومے ہیں سطوتوں نے قدم جن کے بارہا
اُن خوش نصیب بندوں کے آقا تمھیں تو ہو

سیفیؔ کے درد و غم کا مداوا بھی ہو شہا
اس کی امید، اس کا سہارا تمھیں تو ہو

آیا تھا جب بلاوا آقاؐ کا لا مکاں سے
یہ کہکشاں ہے شاہد، گذرے تھے وہ یہاں سے

انساں گیا قمر تک، سرکارؐ لا مکاں تک
ماضی کی یہ حقیقت ہے حال کی زباں سے

اس کائنات میں پھر باقی ہی کیا رہے گا
نورِ محمدیؐ گر ہٹ جائے درمیاں سے

انسانیت کی قدریں، جاگیں وہیں وہیں پر
انسانیت کے محسن گذرے جہاں جہاں سے

ہر آیۂ مبارک اُنؐ کی ثنا کا دفتر
تعریف اُنؐ کی سُنیئے اللہ کی زباں سے

وہ بے حساب رحمت، بے انتہا عطا ہیں
دنیا نے اُن کو دیکھا، اب تک جہاں جہاں سے

تھا امتحاں وفا کا، درپیش ہر قدم پر
تیئیس سال آقاؐ، گذرے ہیں امتحاں سے

فارس کسی نے چھوڑا، کوئی حبش سے آیا
عشاق انؐ کے اُن تک پہنچے کہاں کہاں سے

محشر کے دن بھی اس کو، کیا خوف تشنگی کا
سیراب جو ہوا ہے، اس بحرِ بیکراں سے

انؐ پر درودِ پیہم، انؐ پر سلام ہر دم
لینا ہے زندگی میں بس کام یہ زباں سے

رس گھولتی تھیں گوشِ ایماں میں جس کی تانیں
محروم ہیں فضائیں، کیوں آج اس اذاں سے

امت کو اُنؐ سے دوری، جب سے ہوئی ہے سیفیؔ
امید سود بدلی اندیشۂ زیاں سے

بعدِ خدا ہیں افضل و برتر مرے حضورؐ
رتبے میں ساری خلق سے بڑھ کر مرے حضور

محشر میں یوں تو اور بھی ہوں گے شفیعِ خلق
لیکن ہیں صدرِ محفلِ محشر مرے حضورؐ

کوئی نبیؐ ہے علم کا چشمہ کوئی ندی
ہیں علم و آگہی کا سمندر مرے حضورؐ

بخشا خدا نے رحمتِ کونین کا خطاب
رحمت کا سلسلہ ہیں سراسر مرے حضورؐ

دے کر دلوں کو اپنی محبت کی دولتیں
کرتے ہیں مفلسوں کو تونگر مرے حضورؐ

عرفاں کا نور جہل کے ذہنوں کو بانٹ کر
بونوں کو کر گئے ہیں قد آور مرے حضورؐ

سیفیؔ مجھے تو اپنے مقدر پہ ناز ہے
ہیں میرے ذہن و فکر کا محور مرے حضورؐ

یہ اہتمامِ خاص ہے اُنؐ سے خطاب میں
اُنؐ کے لقب ہی ملتے ہیں اُمُّ الکتاب میں

ہو وہ ادائے خاص مرے اضطراب میں
آجاؤں میں نگاہِ رسالتمآب میں

نعتِ نبیؐ کے فیض نے قرآں بنا دیا
سادہ تھا ہر ورق مرے دل کی کتاب میں

وہؐ افضل رُسُل ہیں، کتاب افضل کُتُب
یہ وصف ہے بس اُنؐ میں اور اُنؐ کی کتاب میں

اُنؐ کی نظیر کا کوئی امکان ہی نہیں
فردِ فرید ہیں وہ ہر اک انتخاب میں

رکھتے ہیں جو نظر، اُنہیں آتا ہے یہ نظر
"حق جلوہ گر ہے نورِ رسالت مآب میں"

گِنوا رہی ہے شانِ کرم صرف نیکیاں
سیفیؔ ترے گناہ نہیں ہیں حساب میں

رفعتِ ذہنِ انسانی کب اُن کی رفعت جانے ہے
اُن کا رتبہ، اُنؐ کی فضیلت، صرف مشیّت جانے ہے

عرشِ بریں پر کون گیا تھا، اُنؐ کے سوا تو کوئی نہیں
اُنؐ کی بلندی اُنؐ کے مراتب عرش کی رفعت جانے ہے

فرشِ زمیں سے عرشِ بریں تک جانا بھی اور آنا بھی
اُنؐ کے خرامِ شوق کا عالم، بس یہ مسافت جانے ہے

اُنؐ کے لئے تخلیق ہوئی ہے اِس کے مناصب اُنؐ کے ہیں
وہؐ تو نبوّت کو جانیں ہیں، اُن کو نبوّت جانے ہے

اُن کی رسالت، اُنؐ کی نبوّت، اُنؐ کی امامت، اُن کا شرف
سب سے اعلیٰ، سب سے بالا، ساری خلقت جانے ہے

نعتِ نبیؐ اور ذکرِ نبیؐ تو وردِ ملائک کارِ خدا
وہ کوئی بد بخت ہی ہوگا جو اِسے بدعت جانے گا

اِس نے خود پر کھے ہیں وفا کے دو پیکر، بوبکرؓ و علیؓ
حسنِ وفا کی ساری قدریں بس شبِ ہجرت جانے ہے

عرض کریں ہم اپنی زباں سے اس کی تو حاجت ہی نہیں
ہم جیسے عصیاں کاروں کو اُن کی شفاعت جانے ہے

ظالم کی اصلاح کریں ہیں، مظلوموں کی داد رسی
ساری دنیا، سارا زمانہ اُنؐ یہ عادت جانے ہے

کوئی کہیں سے اُن کو پکارے، اُس پہ کرم فرماتے ہیں
دنیا بھر کے مظلوموں کو اُن کی رحمت جانے ہے

آدمؑ سے تا ابنِ مریم، جملہ رُسل یہ کہتے ہیں
اُنؐ کی رسالت کا عرصہ تاریخِ رسالت جانے ہے

سب سے پہلے پیدا ہونا، آنا سب کے آخر میں
یہ وہ فضیلت ہے جس کو بس روحِ فضیلت جانے ہے

ہم کیا ہیں، کیا فکر ہماری، علم بھی ناقص، عقل بھی رنگ
جانے ہے تو صرف خدا ہی اُنؐ کی حقیقت جانے ہے

اُنؐ کے کرم کے سائے سے ہٹ کر جنت کوئی چیز نہیں
اُنؐ کے کرم کے سائے کو سیفیؔ اپنی جنت جانے ہے

نورِ محمدیؐ کی جو آئینگی نہ ہو
اس کائنات میں کوئی تخلیق ہی نہ ہو

انسانیت کے اوج پہ فائز کوئی نہ ہو
اخلاقِ مصطفیٰؐ کی جو شائستگی نہ ہو

یارب! جنونِ عشقِ نبیؐ میں کمی نہ ہو
نذرِ خرد کہیں مری دیوانگی نہ ہو

مقصود جس کا سرورِؐ دیں کی خوشی نہ ہو
یارب! مرے نصیب میں وہ زندگی نہ ہو

اُنؐ سے ملیں جو نورِ ہدایت کی دولتیں
ممکن نہیں کہ ذہن میں پھر روشنی نہ ہو

امن جہاں کا کوئی تصور محال ہے
دستورِ مصطفیٰؐ کی اگر پیروی نہ ہو

ڈالے نظر جو آپ کا شائستۂ نگاہ
پیدا مزاج دہر میں پھر برہمی نہ ہو

جو کچھ بچی ہے دولتِ ایماں اُسی کی خیر
پہلے ہی کم ہے، اور تو اس میں کمی نہ ہو

ایسے جئے اور ایسے مرے اُنؐ کا اُمتی
پیشِ خدا حضورؐ کو شرمندگی نہ ہو

ویسے تو مغفرت کے نہیں اہل ہم مگر
حق چاہتا ہے دل شکنی آپ کی نہ ہو

اُس وقت تک رکیں گے نہ آنسو حضورؐ کے
جب تک غمِ نجات سے امت بَری نہ ہو

اس کو نہ کیوں ہو رحمتِ بے انتہا عطا
اظہار کے لئے جو زباں کھل سکی نہ ہو

کچھ ایسے جاں نثار تھے حلقے میں آپؐ کے
ممکن نظیر جن کی نہ اب تک ہوئی نہ ہو

توفیقِ نعت گوئی کے ملنے کا کیا سوال
جب تک ضمیر و ذہن میں پاکیزگی نہ ہو

اُنؐ پر ہوا ہے ایسا مکمل یہ سلسلہ
دنیا کو احتیاجِ نبوت کبھی نہ ہو

سیفیؔ کو ایسے جام سے سیراب کیجئے
میدانِ حشر میں بھی اِسے تشنگی نہ ہو

محاسن تا حدِ امکاں ہیں سب سلطانِ خوباں میں
کوئی اُن سا ہوا ہے اور نہ ہوگا بزمِ امکاں میں

کوئی لمحہ گذرتا ہی نہیں احساسِ ہجراں میں
بسی ہے جب سے اُن کی یاد میرے حجرۂ جاں میں

مجھے سرکار کی یادوں نے وہ تسکین بخشی ہے
کہ اب احساسِ ربطِ خاص ہے لمحاتِ ہجراں میں

ارادہ ہی کیا تھا نعت کی محفل سجانے کا
اُجالے ہی اُجالے ہوگئے میرے شبستاں میں

بقدرِ رحمتِ سرکار دامن چاہئیے مجھ کو
اگرچہ وسعتیں اب بھی بہت ہیں میرے داماں میں

"بہت معصوم جلوے ہیں بہت معصوم نظریں ہوں"
یہی سرخی لکھی جائے گی نظّاروں کے عنواں میں

میں اُن کا میزباں بھی ہوں، میں اُن کا میہماں بھی ہوں
کہ جاناں میرے دل میں، میں نگاہِ نازِ جاناں میں

شفاعت کی خنک پُروائی نے آسودگی بخشی
بہت ہی تیز لُو پُرسش کی تھی محشر کے میداں میں

وہ ہلکا دیکھتے ہیں جب مرے اعمال کا پلّہ
تو اک وزنِ شفاعت ڈال ہی دیتے ہیں میزاں میں

بنی خود موجِ طوفاں بادباں میرے سفینے کا
تحیّر، رحمتیں لائیں، مزاجِ موجِ طوفاں میں

مرا پائے جنوں راہِ وفا میں تھک نہیں سکتا
ابھی کچھ تار باقی ہیں مرے جیب و گریباں میں

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ، سیرتیں اُنؐ کی
انہیں بھی دیکھئے آئینۂ آیاتِ قرآں میں

دلِ سیفیؔ کو آقاؐ! درد اک ایسا عطا کیجے
شمار اس کا کریں اہلِ نظر اربابِ عرفاں میں

حد سے گذار دیجیے حدیں احترام کی
محفل ہے یہ رسولؐ علیہ السلام کی

توقیر مجھ سے پوچھئے آقاؐ کے نام کی
یہ آبرو ہے امتِ خیرالانام کی

اس نام کی مٹھاس نے سب غم بھلا دیئے
اس نام نے غموں کی بڑی روک تھام کی

یہ بارگاہِ سرورِ کونینؐ ہے یہاں
حاجت ہے گفتگو میں بڑے اہتمام کی

وہ منفرد ہیں، اُنؐ کا ادارہ بھی منفرد
اُنؐ کی مثال کوئی نہ اُنؐ کے غلام کی

صدیقؓ ہوں، عمرؓ ہوں، کہ عثمانؓ اور علیؓ
یہ سیرتیں ہیں حضرتِ خیرالانامؐ کی

جس میں انہیں کا ذکر ہو، جس میں انہیںؐ کی یاد
میں نہ ایسی صبح کوئی کی، نہ شام کی

کوئی عمل کا وزن کہاں میرے پاس ہے
سرکارؐ لاج حشر میں رکھ لیں غلام کی

امر و نہی سے دور کا رشتہ نہیں رہا
میں پیروی نہ کر سکا خیرالانامؐ کی

میں فرضِ منصبی سے رہا دور عمر بھر
سب عمر غفلتوں میں ہی میں نے تمام کی

سرکارؐ خود نواز دیں کھا کر ترس تو خیر
کیا آرزو کا حق مجھے کوثر کے جام کی

اخلاص ہو عمل میں تو یہ عارضی حیات
ضامن ہے خوشگوار حیاتِ دوام کی

دنیا کے گوشے گوشے میں سیفیؔ بقول کیفؔ
''خیرات بٹ رہی ہے محمدؐ کے نام کی''

ہے کملی میں اُنہیںؐ کی یہ گروہِ عاصیاں سارا
اٹھائے ہیں وہی کاندھوں پہ یہ بارِ گراں سارا

فقط اُنؐ کے کرم، اُنؐ کی شفاعت کا بھروسہ ہے
مرا اعمال نامہ تو ہوا ہے رائیگاں سارا

کرم کا اُنؐ کے، کچھ حصہ ہی دیکھا ہے زمانے نے
زمانہ دیکھ پایا ہے کرم اُنؐ کا کہاں سارا

فصیحانِ عرب حیرت زدہ تھے اُنؐ کے لہجے پر
یہ لگتا تھا زمانہ ہوگیا ہے بے زباں سارا

اُنہیںؐ کا ذکر تو ذکرِ خدا کے ساتھ رہتا ہے
اُنہیںؐ کے ذکر میں مصروف رہتا ہے جہاں سارا

نبیؐ کی نعت کا حق، اور ادا ہو ہم سے، ناممکن
یہاں آ کر تو عاجز ہوگیا زورِ بیاں سارا

زمانے بھر کو ایمان و یقیں کی دولتیں بخشیں
یقینِ کُل میں آقاؐ نے بدل ڈالا گماں سارا

انہیں کا حُسن تو حُسنِ ازل کی چھوٹ ہے سیفیؔ
انہیںؐ کے حُسن کا صدقہ ہے یہ حُسنِ جہاں سارا

اُمت آشوب

اگر مجھ کو حضوری کا شرف بخشیں مرے آقاؐ
کروں گا حال اپنا سامنے اُنؐ کے بیاں سارا

مرے سرکارؐ! امت کھو چکی ہے دولتیں ساری
ہوا ہے راستوں میں گم متاعِ کارواں سارا

ہماری بے حسی نے آبیاری جب نہ کی اس کی
تو یہ دیکھا گلستاں ہو گیا نذرِ خزاں سارا

ہمارا عہد، عہدِ جاہلیت سے بھی آگے ہے
کہ اب تو دامنِ انسانیت ہے دھجیاں سارا

چمن میں دین کے آقاؐ! بہاریں کیسے آئیں گی
رہے گا کب تلک نذرِ خزاں یہ گلستاں سارا

سنوارے جائیں گے اخلاق کب ہم بدنصیبوں کے
ہمارا عہد بھی ہو جائے گا کیا رائیگاں سارا

جینے کا لطف لذّتِ اذکارِ مصطفٰےؐ
مرنے کا لطف حسرتِ دیدارِ مصطفٰےؐ

اللہ! نعت گوئی کی توفیق دے مجھے
کرنے چلا ہوں مدحتِ سرکارِ مصطفٰےؐ

وہ حسن کون سا ہے جو اُنؐ کو نہیں ملا
ہیں سارے حسن حاشیہ بردارِ مصطفٰےؐ

انکارِ مصطفٰےؐ کا نتیجہ تھا "بولہب"
اصحابؓ ہیں نتیجہ اقرارِ مصطفٰےؐ

ساتھی جو غارِ ثور میں ہجرت کی شب رہا
وہ ایک شخص سب سے بڑا یارِ مصطفٰےؐ

جنت کا اس سے ہٹ کے تصوّر بجا، مگر
جنت ہے زیرِ سایۂ دیوارِ مصطفٰےؐ

سیفؔی کو اپنی صحتِ ذہنی پہ ناز ہے
یہ ہے خدا کے فضل سے بیمارِ مصطفٰےؐ

زندگی گذرے مری ذکرِ خدا کرتے ہوئے
موت آئے پیروی مصطفیؐ کرتے ہوئے

ڈر رہے ہو خود کو غم میں مبتلا کرتے ہوئے
یہ غم آقاؐ ہے، جھیلو فرض ادا کرتے ہوئے

اُنؐ کے اوصافِ حمیدہ کا بیاں اک مرحلہ
مدتیں گذریں گی طے یہ مرحلہ کرتے ہوئے

رونگٹے میرے بدن کے ہوں گے پھر مدحت سرا
جب زباں تھک جائے گی اُنؐ کی ثنا کرتے ہوئے

اُنؐ کی خاطر زندگی ہو، اُنؐ کی خاطر موت ہو
جی رہا ہوں بس خدا سے یہ دعا کرتے ہوئے

بارگاہِ مصطفیؐ میں جرأتِ عرضِ سوال
حوصلہ درکار ہے یہ حوصلہ کرتے ہوئے

آپؐ ہی فائز رہیں گے رتبۂ افضل پر
آپؐ جی کر دیکھئے اُنؐ سے وفا کرتے ہوئے

اُنؐ کی بخشش، اُنؐ کی بخشش کا عجب انداز ہے
''وسعتِ دامن بھی دیتے ہیں عطا کرتے ہوئے''

مجھ کو بے مانگے ہوئے ملتا ہے اس سرکارؐ سے
کس نے دیکھا مجھ کو عرضِ مدعا کرتے ہوئے؟

مانگنے والوں کا رہتا ہے ہجومِ بے پناہ
اور وہ ہرگز نہیں تھکتے عطا کرتے ہوئے

حشر میں اپنی خطائیں سامنے جب آئیں گی
شرم آئے گی نبیؐ کا سامنا کرتے ہوئے

کیسی کیسی محنتیں کی ہیں مرے سرکارؐ نے
زنگ آلودہ دلوں کو آئینہ کرتے ہوئے

یا الٰہی بخش دے، امت کو میری بخش دے
اُنؐ کے آنسو بھی رواں تھے یہ دعا کرتے ہوئے

آخرت کا ہو سفر سیفیؔ کا یارب اس طرح
جان اُنؐ کے نامِ نامی پر فدا کرتے ہوئے

ہماری آپ کی آنکھوں نے اس دنیا میں کیا دیکھا
ہیں آنکھیں وہ جن آنکھوں نے جمالِ مصطفیٰؐ دیکھا

نبیؐ کے حُسن میں حسنِ ازل کی چھوٹ دیکھی تھی
نبیؐ کے دیکھنے والوں نے حق کو برملا دیکھا

شبِ معراج حق نے مصطفیٰؐ کی میزبانی کی
محمد مصطفیٰؐ نے لامکاں میں حق کو جا دیکھا

مرے آقاؐ کی اُنگلی کے اشارے کا کرشمہ ہے
زمانے بھر نے شق ہوتے کلیجہ چاند کا دیکھا

بقولِ حضرتِ حق، رحمتہ اللعالمیں وہ ہیں
اُنہیں تو رحمتوں ہی رحمتوں کا سلسلہ دیکھا

نبیؐ کا دستِ رحمت چھو گیا جن بے نواؤں کو
اگر دیکھا تو بس اُن کو مقدر کا رسا دیکھا

نبیؐ کی نعت کہنے کی سعادت مل گئی سیفیؔ
قلم کی جنبشوں میں میں نے قسمت کا لکھا دیکھا

رحمتیں ہوتی رہیں نازل یوں شہؐ ابرار پر
ابر خاطر خواہ برسے جس طرح گلزار پر

اُنؐ کا پرتو کاش پڑجائے مرے کردار پر
چھاپ ہو آقاؐ کے لہجے کی مری گفتار پر

آیتیں بن کر برس جاؤں گا میں سنسار پر
غازۂ ایماں ہو میرے چہرۂ افکار پر

بولہبؔ قایم رہا تھا مستقل انکار پر
اب عذاب مستقل قائم ہے نابنجار پر

اہلِ ایماں دیکھ لیں انجام اُس بدبخت کا
اس لئے تبّت یدا نازل ہوئی سرکارؐ پر

زندگی کی نذر آقاؐ! آپؐ کے قابل نہیں
زندگی گذری ہی کب ہے آپؐ کے معیار پر

مغفرت چاہی ہے آقاؐ کے وسیلہ سے تو پھر
رحمتیں ہی رحمتیں ہیں مجھ سے عصیاں کار پر

شانِ غفاری نے سیفیؔ مسئلہ حل کر دیا
رحمتوں کو جوش آیا میرے استغفار پر

اپنی سنّت کا حوالہ دے کے قدرت نے کہا
مہرباں ہوتے ہیں ہم ایسے ہی عصیاں کار پر

میزبانِ مصطفےٰؐ ہونا بڑا اعزاز ہے
یا الٰہی تا قیامت رحمتیں انصارؓ پر

کون اُس ایثار پر دنیا میں فائز ہو سکا
جاں نثارانِ نبیؐ فائز تھے جس ایثار پر

اپنی گردِ پا ہمارے سر پہ ڈالو اے بلالؓ!
مسکراتے آئیں پھر ہم بھی فرازِ دار پر

آپ کے بخشے ہوئے اخلاق سے پھیلا ہے دین
منحصر کب تھی اشاعت دین کی تلوار پر

سایۂ دیوار آقاؐ ہی تو، جنت ہے مری
جی رہا ہوں بس امیدِ سایۂ دیوار پر

مجھے سرکارؐ ہی کی جستجو ہے
یہی موضوعِ جانِ گفتگو ہے

جنوں کا میرے چرچا کُو بہ کُو ہے
یہ رسوائی ہی میری آبرو ہے

جسے سرکارؐ نظروں میں جگہ دیں
وہ ساری منزلوں میں سرخ رو ہے

جسے سرکارؐ نظروں سے گرادیں
وہ سب کے سامنے بے آبرو ہے

اِسے گرنے نہ دو چہروں پہ مل لو
ارے! سرکارؐ کا آبِ وضو ہے

میں اُنؐ کے در پہ جاؤں اور نہ آؤں
سبب جینے کا بس یہ آرزو ہے

"وہی بعدِ خدا ہیں سب سے افضل"
نبیؐ کی نعت ہے یہ کب غلو ہے؟

اُنہیںؐ کا حسن ہے رونق کا ضامن
اُنہیںؐ سے اہتمامِ رنگ و بُو ہے

پسینے کے تعطّر کا یہ اعجاز
فضائے ذہن اب تک مشک بو ہے

میں اُنؐ کی بخششیں کیسے سمیٹوں؟
مرا دامن تو محتاجِ رفو ہے

ہے تحصیل علوم اس واسطے فرض
کہ ارشادِ نبوت "اُطْلُبُوْا" ہے

ہو لہجے سے نبیؐ کے نرم لہجہ
کہ تنبیہِ جلی "لَا تَرْفَعُوْا" ہے

خدا کی راہ میں دو مال اپنا
کہ ارشادِ خدا بھی "یُنْفِقُوْا" ہے

تمہیں ہے خرچ کرنے کی اجازت
مگر اک شرط بھی "لَا تُسْرِفُوْا" ہے

مُزیّن دل نہیں خوفِ خدا سے
یہی کیا احترامِ "وَاتَّقُوا" ہے

نہ کر برباد نیکی دل دُکھا کر
کہ فرمانِ خدا "لَا تُبْطِلُوا" ہے

اگر خود کفر آجائے مقابل
تو پھر تم کو بھی اذنِ "فَاقْتُلُوا" ہے

حق و باطل کو مت آمیز کرنا
کتاب اللہ میں "لَا تَلْبِسُوا" ہے

مجھے تو رحمتوں پہ ہے بھروسہ
مرا ایمان تو "لَا تَقْنَطُوا" ہے

سنوارا ہے ترے پیارے نے مجھ کو
مری دنیا میں یارب! تو ہی تو ہے

میں سیفیؔ جی رہا ہوں اس کے بل پر
نبیؐ کا اُسوہ میرے رُو بہ رُو ہے

نورِ احمدؐ ہی تو شہکار ہے پہلا تیرا
تو ہے یکتا تو ہے محبوبؐ بھی یکتا تیرا

دولتِ قلب و نظر، ذکر ہے آقاؐ تیرا
ہے مرے حُجرۂ جاں میں بھی اُجالا تیرا

تیری منزل کا تصور نے بھی پایا نہ سُراغ
اور سب کی جو ہے منزل وہ ہے جادہ تیرا

شوق کتنا ہے ترے امتیؐ کہلانے کا
کلمہ پڑھتے ہوئے آئیں گے مسیحا تیرا

تیرے ارشادِ گرامی کی فضاؤں میں ہے گونج
اور آفاق میں پھیلا ہے اُجالا تیرا

تو ہی تکمیلِ ہدایت کا ہے عنوانِ جلی
اور محفوظ ہے تا حشر صحیفہ...تیرا

تو کہ تھا عرش مکیں، فرش پہ ٹھیرا اک عمر
ہم غریبوں پہ یہ احسان ہے کیسا تیرا

تیرے اخلاف بھی دنیا میں تھے آپ اپنی مثال
تو ہے بے مثل، تو بے مثل ادارہ تیرا

اپنی ہی گود کے پالے کو کیا شہر بدر
ارضِ مکّہ! نہ پھٹا کیسے کلیجہ تیرا

بے بہا دولتِ کونین تری گود میں ہے
ارضِ طیبہ! یہ مقدّر، یہ نصیبا تیرا

حرمِ پاکِ الٰہی، حرمِ پاکِ رسولؐ
اے زمیں! عرش کے مانند ہے رتبہ تیرا

تجھ سے بچھڑے ہوئے گذرا تھا زمانہ اس کو
منتظر تھا ہی بہت عرشِ معلّیٰ تیرا

شبِ معراج ہوئی اس کی تمنّا پوری
عرش بیتابِ قدم بوسی تھا کتنا تیرا

تو عطا کردے مجھے اپنی غلامی کی سند
میرا ایمان ہے، منتا نہیں لکّھا تیرا

ایسے رکھتے ہیں غلاموں پر نظر آقاؐ مرے
جیسے ہر ہر بات سے ہوں باخبر آقاؐ مرے

اپنی آنکھوں سے لگاؤں آپ کے قدموں کی دھول
آپؐ میرے غم کدے میں آئیں گر، آقاؐ مرے

ہوں نقوشِ پائے اقدس جس کے سینے کی متاع
مجھ کو قسمت سے ملے وہ رہ گزر آقاؐ مرے

افضلِ جملہ خلائق، اوّلِ کُل کائنات
خوبیوں میں خوب تر سے خوب تر آقاؐ مرے

حسنِ ارشاد و ہدایت، حسنِ اخلاقِ عظیم
رحمتیں ہی رحمتیں ہیں سَر بہ سَر آقاؐ مرے

انبیاء لاکھوں ہیں لیکن آپؐ سا کوئی نہیں
اپنی صف میں ہیں قد آور کس قدر آقاؐ مرے

آپؐ ہم جیسے بشر ہوں یہ تو ممکن ہی نہیں
سارے انساں ہیں بشر، خیر البشر آقاؐ مرے

نفسی نفسی انبیاء تک بھی کریں گے حشر میں
شافعِ محشر نہیں کوئی، مگر آقا مرے

یوں دلائیں گے غمِ عصیاں سے امت کو نجات
بخش دیں جیسے کسی بے پر کو پر آقا مرے

میری بدبختی کہ میں قرباں نہ اُن پر ہو سکا
میرے کام آتے رہے ہر موڑ پر آقا مرے

آپؐ تو ہیں اعتبارِ محفلِ کون و مکاں
کیجئے مجھ نا معتبر کو معتبر آقا مرے

آپؐ کی راہوں میں مرنے کی تمنا ہے حضورؐ!
ہو میسّر مجھ کو یہ زادِ سفر آقا مرے

حضرت صدیقؓ تھے وہ جاں نثار و با وفا
ناز فرما جن پہ تھے شام و سحر آقا مرے

اور وہ ایمان فاروقؓ، وہ قوت دین کی
آپؐ کی پیہم دعاؤں کا اثر آقا مرے

عقد میں دو نورؓ بخشے اور بڑھائی منزلت
مہرباں تھے حضرتِ عثمانؓ پر آقاؐ مرے

خود کو "شہرِ علم" کہہ کر اُنؓ کو اس کا در کہا
آشنائے مرتضیٰؓ تھے کس قدر آقاؐ مرے

ہاں وہ حسنینِؓ گرامی، فاطمہؓ کے دل کے چین
شاہزادے، آپؐ کے لختِ جگر، آقاؐ مرے

اور ازدواجِؓ گرامی قدر، وہ امّت کی مائیں
اور جُملہ دخترانِ خوش سِیَر آقاؐ مرے

کیوں نہ ان سب کی محبت جزوِ ایماں ہو مرا
مرتے دم تک میں رہوں اس راہ پر آقاؐ مرے

آپؐ کے صدقے میں ہو مقبول سیفؔی کی دعا
خاتمہ بالخیر ہو ایمان پر آقاؐ مرے

مجھ کو دیکھو لوگو! میری فطرت کے آئینے میں
مجھ تک پہنچو دیکھ کے میری حالت کے آئینے میں

مجھ کو دیوانہ ہی سمجھو، لیکن اُنؐ کا دیوانہ
اُنؐ کی محبت دیکھو میری وحشت کے آئینے میں

میری اداؤں کی یہ مستی، اہلِ نظر ہی سمجھیں گے
عشقِ پیمبرؐ ہے بس اس کیفیت کے آئینے میں

راس مجھے رسوائی آئی، دیوانہ مشہور ہوا
اُنؐ کے نام کی نسبت ہے اس شہرت کے آئینے میں

میں ہوں اُن کا، وہ ہیں میرے، مجھ سا قد آور کوئی نہیں
میری حقیقت دیکھو اُنؐ سے نسبت کے آئینے میں

میری بیاضِ دل پہ لکھا ہے، صرف مرے سرکار کا نام
ایک یہی دولت ہے میری سیرت کے آئینے میں

سیفؔی کو سیفؔی کی نظر سے دیکھو تو پھر سمجھو گے
اس کو نہ دیکھو لوگو! اپنی صورت کے آئینے میں

میرے پیروں کو تو انہیں کا رستا لگتا ہے
یوں ہی اُنؐ کی راہ پہ چلنا اچھا لگتا ہے

اوروں کی بخشش سے ہوا کب سیری کا احساس
اُنؐ کی عطا سے خالی دامن بھرتا لگتا ہے

ناممکن ہے اُنؐ سا قدآور اور بھی کوئی ہو
اُنؐ کے قد کے آگے ہر قد بونا لگتا ہے

اُنؐ کی نظر کے پروردہ کا ظاہر باطن ایک
ہوتا بھی ایسا ہی ہے وہ جیسا لگتا ہے

ہر موسم میں اُنؐ کے کرم کی رہتی ہے برسات
آٹھوں پہر اہلِ حاجت کا میلہ لگتا ہے

اُنؐ کے کرم نے منگتاؤں کو آقائی بخشی
اس سرمائے کو بھی کوئی سرمایہ لگتا ہے؟

ہے تو یہی ہے اچھائی کا آخری اک معیار
اچھا وہ ہے جو آقا کو اچھا لگتا ہے

یوں تو ہزاروں غم دنیا کے دل میں آتے ہیں
لیکن اُنؐ کا صرف اُنؐ کا غم، اپنا لگتا ہے

سیفیؔ نے تو صرف انہیںؐ کے گیت الاپے ہیں
وہؐ بھی اس کو اپنا لیں گے، ایسا لگتا ہے

کیسی خوبی جزوِ آدابِ تلاوت ہوگئی
ہم یہ سمجھیں، جیسے نازل ہم پہ آیت ہوگئی

اُس کے ارشادات و تعلیمات کا کیا پوچھنا
ختم جسم ذات گرامی پہ نبوت ہوگئی

آپ نے ایسا نظامِ زندگی بخشا ہمیں
زندگی سارے ہیں جس کے خود عبادت ہوگئی

اُسؐ سراپا مہربانی پر مری دنیا نثار
دولت ایماں عطا جس کی بدولت ہوگئی

دست بوسی کا شرف تو غیر ممکن ہوگیا
نقشِ پا چوموں تو سمجھوں گا کہ بیعت ہوگئی

اے مدینے سے پلٹ کر آنے والو! کچھ بتاؤ
گفتگو سرکارؐ سے کیا میری بابت ہوگئی

لوٹ کر پڑھیے ذرا شعرِ رؤفؔ با صفا
اور پھر کہیے کہ پیدا کیسی ندرت ہوگئی؟

وہ مشرف ہوگیا اللہ کے دیدار سے
جس کو اُنؐ کے روئے زیبا کی زیارت ہوگئی

حضرت صدیقؓ اکبر، وہ صداقت کے ستون
جانشینی کا سبب اُن کی امامت ہوگئی

اور وہ فاروقؓ اعظم، ہیبتِ پروردگار
کفر کے ایواں پہ طاری انؓ کی ہیبت ہوگئی

صاحبِ جود و سخا عثمانؓ ذی النورین ہیں
دین پر سایہ فگن اُنؓ کی سخاوت ہوگئی

لا فتیٰ الا علیؓ لا سیف الا ذوالفقار
کس کے وصفِ خاص میں یہ بات حجت ہوگئی

جانشینانِ محمدؐ مصطفیٰ کو دیکھیے
فیضِ آقاؐ سے یہ لا ثانی جماعت ہوگئی

اس سے پہلے جانتا تھا کون سیفیؔ کو شہاؐ!
آپؐ کی نسبت کے صدقے اس کی شہرت ہوگئی

نوگانواں سادات میں پڑھی گئی مطروحہ نعت اور دعائیہ نظم بہ طرح ذیل

"مجھے توفیقِ نعتِ مصطفیٰؐ دے"

جوابِ التجا یوں اے خدا! دے
مجھے آقا کے دامن کی ہوا دے

شعورِ عشق دے حسنِ وفا دے
جنوں کو میرے، رستے پر لگا دے

ترے محبوبؐ کی مدحت سرائی
زباں کو میری یارب! حوصلہ دے

ہے جن کی ذات مقصودِ خدائی
کوئی کیا اُن کی عظمت کا پتہ دے

اُڑالا نکہتِ زلفِ پیمبرؐ
کوئی تحفہ تو مجھ کو اے صبا دے

مرے آقاؐ کی نظروں سے الٰہی
مرے اعمال کا دفتر چھپا دے

خدا بھی اس کی بخشش کیوں کرے گا
جسے محبوبؐ نظروں سے گرادے

بغیرِ عشقِ احمدؐ کچھ نہ ہوگا
عبادت میں کوئی عمریں گنوا دے

فضائیں پھر ہوئیں مسموم یارب!
فضاؤں کو مدینے کی ہوا دے

ہے سیفیؔ جن کے دم سے نظمِ عالم
خدا کو صرف اُن کا واسطہ دے

دعائیہ

اثر میری دعا کو اے خدا دے
مجھے توفیقِ نعتِ مصطفیٰؐ دے

ایک ایسی نعت جس کے شعر سن کر
درِ اقدس پہ دنیا سر جھکا دے

ہو ہر ہر شعر جس کا اُن کی سیرت
جو اُن کے حسن کی شمعیں جلادے

کٹھن ہے راہِ نعتِ سرورِ دیںؐ
عطا کر مجھ کو وہ شعلہ نوائی
بیانِ عشقِ ختم المرسلیںؐ سے
مرے سوزِ نوا کا ہو یہ مقصد
کروں جب بات عرفانِ نبیؐ کی
سلیقہ ذکر کا انؐ کے عطا کر
کروں جب ذکر انؐ کی رفعتوں کا
میں ان کے عشق کے جب گیت گاؤں
اگرچہ سخت ہیں راہیں جنوں کی
مجھے رسوائیوں کا غم نہیں ہے
الٰہی زندگی کے کارواں کو
یہ امت خوابِ غفلت میں پڑی ہے
مرے نالوں کو اس امت کی خاطر
مرے خونِ جگر کی سرخیوں کو

خدایا! مجھ کو منزل پہ لگادے
جو خوابیدہ ضمیروں کو جگادے
مرے شعروں کو حسنِ مدعا دے
"دلوں کو سوزِ عشقِ مصطفیؐ دے"
مجھے حسنِ بیاں کا آسرا دے
مجھے حسانؔ و جامیؔ کی نوا دے
مجھے اقبالؔ کی طرزِ ادا دے
تو اندازِ غزل خوانی نیا دے
مگر چلنے کا ان پہ حوصلہ دے
مری رسوائیوں کو بھی ہوا دے
رہِ عشقِ محمدؐ پہ لگا دے
اسے یوں خوابِ غفلت سے جگا دے
ادائے شورشِ بانگِ درا دے
رخِ اسلام کا غازہ بنا دے

مرا نورِ یقیں پھیلے کچھ ایسا
کہ ہر ظلمت کدے کو جگمگا دے

مری سرشاریِ عشق و وفا سے
شعورِ عشق و مستی کو جِلا دے

نبیؐ کا عشق ہے حل مشکلوں کا
دلوں کو اُنؐ کے غم کا حوصلہ دے

فلاحِ دین و دنیا اُنؐ کے غم سے
اُنہیں کا غم بطورِ مدّعا دے

جو بیگانہ ہوئے عزم و عمل سے
انہیں عزمِ شہیدؓ کربلا دے

عطا ہو پھر انہیں وہ زورِ حیدرؓ
جو بابِ خیبرِ نو کو ہلا دے

مسلماں اپنے مرکز سے ہٹے ہیں
مسلمانوں کو مرکز سے ملا دے

ہلاکت خیز ہے تہذیب حاضر
انہیں تہذیب حاضر سے بچا دے

ہے اس تہذیب کا ادنیٰ کرشمہ
غلامی کر رہے ہیں شاہزادے

ہلاکت سے انہیں محفوظ فرما
بھلا بیٹھے ہیں یہ آبائی جادے

جو راہیں سرفرازی کی ہیں ضامن
انہیں راہوں پہ پھر ان کو چلا دے

دلوں کو دردمندی کر عنایت
دلوں کی محفلیں غم سے سجا دے

غم انسانیت سے دور ہیں یہ
انہیں یارب! دل دردآشنا دے

یہ اپنی موت سے لپٹے ہوئے ہیں
انہیں دنیا میں جینے کی ادا دے

اِنہیں اصحابؓ کی سیرت عطا کر
اِنہیں کردارِ آلِؓ مصطفیٰ دے

عطا فرما انہیں صدیقؓ کا سوز
عمرؓ کی جرأتِ بے انتہا دے

انہیں عثمانؓ کے جوہر عطا کر
انہیں حلم و حیا، صبر و رضا دے

علیؓ کے علم سے آراستہ کر
عطا کر ان کو خالدؓ کے ارادے

دعا سیفیؔ کی یوں مقبول فرما
اسے توفیقِ نعتِ مصطفیٰ دے

جب مرے آقاؐ بلائیں گے سوئے منزل مجھے
بس وہ لمحے ہوں گے میری زیست کا حاصل مجھے

اُنؐ کے در پر سجدہ ریزی کے لئے سر چاہیئے
اُنؐ کی یادوں کے لئے درکار ہے اک دل مجھے

مدعی ہوں میں کہ آقاؐ ہیں محاسن کا نچوڑ
کر کے دکھلادے کوئی دعویٰ مرا باطل مجھے

عاقلانِ دہر ہیں سب عقل کے مارے ہوئے
اُنؐ کا دیوانہ نظر آتا ہے بس عاقل مجھے

اُنؐ کی خاطر مرنا جینا، آبروئے زیست ہے
تو نے اے دل کر دیا دنیا پہ کیوں مائل مجھے

فرقتوں کا درد، مجبوری کا غم، سوزِ فراق
اب تو آتے ہیں نظر یہ سب کے سب قاتل مجھے

وہ ترس کھا کر گلے مجھ کو لگا لیں گے ضرور
اُن کی بزمِ ناز تک لے چل ذرا اے دل! مجھے

بن کے مرہم کام آتا ہے مرے آقاؐ کا غم
یہ غمِ دوراں تو کرتا ہی رہا گھائل مجھے

آپؐ ہیں رحمت شعار و رحمت اللعالمین
سایۂ رحمت میں اب کر لیجئے داخل مجھے

میرے آقاؐ مجھ پہ اک ایسا کرم فرمایئے
کھینچ لے اپنی طرف خود آپؐ کی محفل مجھے

ناتوانی میری، سدِ راہ بن کر رہ گئی
دیکھتا ہوں دور سے منزل کو میں، منزل مجھے

باریابی کی ہے خواہش آپؐ کی سرکار میں
جان لیوا بن گئی ہے دوریِ منزل مجھے

ناخدا ہیں میری کشتی کے شفیعؐ عاصیاں
ڈھونڈھ لے گا غم کے طوفانوں میں خود ساحل مجھے

میں کئے جاؤں گا سیفیؔ اُنؐ سے عرضِ مدعا
دیکھنا ہے کب تلک رکھیں گے وہ بسمل مجھے

ہم کیا سمجھ سکیں شبِ معراج کیا ہوا
جبریل کو بھی علم نہیں، جو ہوا، ہوا

کوئی نہ اور شافعِ روزِ جزا ہوا
سرکارؐ ہی کو صرف یہ منصب عطا ہوا

اسلام کے چمن میں بفیضِ رسولؐ پاک
جو گُل کھلا وہ نازشِ باغِ وفا ہوا

ہم کیا ہیں، کیا بساط ہمارے نیاز کی
اُس در پہ بادشاہوں کا سر ہے جھکا ہوا

آقا کا التفات تو ہم پر ہے آج بھی
لیکن نہ ہم سے حقِ غلامی ادا ہوا

آنکھوں میں صرف اشکِ ندامت کی شرط ہے
رحمت کا سلسلہ ہے، خطا سے جُڑا ہوا

بحال ایسے کرو مضمحل طبیعت کو
قلم اُٹھاؤ رسولؐ خدا کی مدحت کو

ازل کے دن سے فضیلت تھی تشنۂ تکمیل
نبیؐ کا پیکرِ نوری ملا فضیلت کو

دل و نگاہ کو معراج ہو تو سکتی ہے
ملے جو مصحفِ روئے نبیؐ تلاوت کو

ہوائے دامنِ سرکارؐ ہے علاج مرا
ترس گیا ہوں بہت ذہن و دل کی صحت کو

میں اُڑ کے پہنچوں فضائے دیار رحمت میں
لگا دے پر مرے اللہ! میری وحشت کو

بدل سکا نہ بدل پائے گا زمانہ اُنہیں
دیئے ہیں آپ نے معنی جو آدمیت کو

ہماری بے عملی کا بھی رنج سہتے ہیں
کیا ہے آپ نے انگیز ہر اذیت کو

نبیؐ کے ساتھ انہیںؓ غارِ ثور میں دیکھو
سمجھنا چاہو جو صدیقؓ کی رفاقت کو

عمرؓ نے تیرہ صدی قبل جو مرتب کی
زمانہ ڈھونڈھ رہا ہے اسی عدالت کو

بقول سرورِ عالمؐ خرید لی جنت
کوئی نہ سمجھے گا عثمانؓ کی سخاوت کو

انہیںؓ کے ہاتھ میں طاقت خدا کے ہاتھ کی تھی
کہاں سے لایئے اب حیدریؓ شجاعت کو

وہ جن کے دم سے ہوا ارتقائے دینِ نبیؐ
وہ جاں نثار ملے آپ کی خلافت کو

اسی کے رشتے سے مومن تھے بھائی بھائی ہم
نہ جانے کس کی نظر کھا گئی اُخوت کو

ہر اک کے حسنِ عمل پر نظر رکھو سیفیؔ
نہ دیکھو شک سے کبھی بھی کسی کی نیت کو

نبیؐ کی نعت سیقتی ہو سکے گی کیا بیاں تم سے
یہ منصب تو خدا کا ہے ادا ہوگا کہاں تم سے

تمہاری نعت پڑھنا چاہتا ہوں بزم میں آقاؐ!
گذارش ہے کہ مل جائے مجھے حسنِ بیاں تم سے

محاسن کا تعلق صرف تم سے ہے مرے آقاؐ!
یہاں جو پائی جاتی ہیں وہ ہیں سب خوبیاں تم سے

اِدھر فرشِ زمیں پر تمؐ، اُدھر عرشِ بریں پر تمؐ
ضیائے نورِ وحدت ہے یہاں تمؐ سے، وہاں تمؐ سے

کھڑے ہیں ہاتھ باندھے معجزے دربارِ اقدس میں
کریں دریا رواں ہم، پوچھتی ہیں اُنگلیاں تمؐ سے

تصور کو خدا کے اب بدل سکتی نہیں دنیا
خدا کا یہ تصور جاوداں ہے جاوداں تمؐ سے

عطا فرمائی صحت ذہن انسانی کی فکروں کو
شفا پا کر رہیں ذہنوں کی سب بیماریاں تمؐ سے

دکھائے خود پہ طاری کر کے سب احکامِ ربانی
بہت ہلکا ہوا ہے ہم پہ یہ بارِ گراں تمؐ سے

تمہیں سے ارتقاء کے دور کا آغاز ہوتا ہے
عبارت عقلِ انسانی کی سب بیداریاں تمؐ سے

تمہیںؐ نے حوصلہ باطل سے ٹکرانے کا بخشا ہے
ہمارے حوصلے، ہمت، ارادے ہیں جواں تمؐ سے

قیامت تک تمہارا نور ضامن ہے اُجالوں کا
چھٹیں گی ظلم کے ہر دور میں تاریکیاں تمؐ سے

اب امت ہے تمہاری قربتوں کے فیض سے عاری
نہ بن جائیں عذاب اس کے لئے یہ دوریاں تمؐ سے

اسے پھر اپنی رحمت کی طرف کھینچو مرے آقاؐ!
عبارت ہو پھر اس کا ارتباطِ جسم و جاں تمؐ سے

تمؐ آؤ اور دل پر ہاتھ رکھ دو اپنے سینے کے
سکون پا جائیں گی آقاؐ مری بے تابیاں تمؐ سے

جو نُزہتیں ہیں مدینے کے ریگزاروں میں
کہاں ملیں گی وہ فردوس کی بہاروں میں

وہ بادہ خوار کبھی تشنہ لب نہیں رہتے
شمار جن کا ہے ساقیؐ کے بادہ خواروں میں

تمامِ رحمت و شفقت نے از رو بخشش
مجھے بھی گن لیا اپنے گناہگاروں میں

خوشی سے اپنی جسے وہ اسیرِ ہجر کریں
وہی ہے عشقِ محمدؐ کے کامگاروں میں

وہ گرمِ سیر ہیں افلاک پر شبِ معراج
جو گرمِ ذکر تھے فاراں کے کوہساروں میں

مری نظر میں وہ دامنِ ہے دامنِ رحمت
الجھ رہا ہے جو طیبہ کے خارزاروں میں

نہ ڈھونڈھ خاک کے ذروں میں تابشِ خورشید
متاعِ عشق کہاں ہم سے کم عیاروں میں

محمدؐ افضلِ ہر دوسرا ہیں
سوا اللہ کے سب سے سوا ہیں

وہ تخلیقِ دو عالم کی بِنا ہیں
وہ منشائے جنابِ کبریا ہیں

انُہیں سے ابتدا کون و مکاں کی
وہی کون و مکاں کی انتہا ہیں

جہاں ہیں جلوہ ہائے نورِ یزداں
محمدؐ بھی وہیں جلوہ نما ہیں

انہیں کہتا ہوں میں نورِ الٰہی
مرے الفاظ کب یہ نا روا ہیں

وقارِ عرش اعلیٰ کیوں نہ بڑھ جائے
قدم انُؐ کے سرِ عرشِ عُلا ہیں

بشر ہونے پہ ہے ایمان لیکن
نہ جانے کیوں یہ چرچے جا بجا ہیں

بظاہر تو بشر ہیں مسلّم وہ
مگر فہمِ بشر سے ماورا ہیں

خدا کو ہے فقط عرفان اُنؐ کا
کوئی انسان کیا سمجھے وہ کیا ہیں؟

محمد مصطفیٰؐ کا نامِ نامی
ادب سے لو، کہ یہ نورِ خدا ہیں

زمانہ کیوں نہ ہو محتاج اُنؐ کا
زمانے کے وہی حاجت روا ہیں

ترقی اور کرنے دو بشر کو
زمانہ خود سمجھ لے گا، وہ کیا ہیں؟

ابھی تک دید سے محروم ہوں میں
مرے نالے ابھی تک نا رسا ہیں

اُنہیںؐ کے سایۂ رحمت میں آؤ
وہی دردِ معاصی کی دوا ہیں

یہ غلط کہ میرے آقاؐ کو مری خبر نہیں ہے
یہ بجا کہ میری آہوں میں کوئی اثر نہیں ہے

ترے آستاں سے دوری یہ بتا رہی ہے مجھ کو
مرا ذوقِ سجدہ شاید ابھی معتبر نہیں ہے

بخدا وہ دل نہیں ہے نہ ہو جس میں درد اُنؐ کا
نہ ہو جس میں سوز اُنؐ کا وہ جگر جگر نہیں ہے

نہ ہو جس میں یاد اُنؐ کی، نہ ہو جس میں ذکر اُنؐ کا
وہ نہیں ہے شام میری، وہ مری سحر نہیں ہے

غلط اہلِ آستیں کو ہے غرورِ اشک ریزی
کوئی آستیں ہے وہ بھی جو لہو میں تر نہیں ہے

مرے راستے الگ ہیں، مری منزلیں جُدا ہیں
مرے راستوں میں کوئی مرا ہم سفر نہیں ہے

میں جو چل رہا ہوں سیفیؔ رہِ عشقِ مصطفیٰؐ پر
مرے ساتھ اُنؐ کا غم ہے، مجھے کوئی ڈر نہیں ہے

مرے حضور! یہاں جو بھی آپ کا ہوگا
اُسے نہ حشر میں مشکل کا سامنا ہوگا

خلوص اُنؐ سے طلب میں جنہیں رہا ہوگا
انہیں کا دامنِ امید بھر گیا ہوگا

نگاہِ رحمتِ یزداں میں آہی جائیں گے
وہ خوش نصیب جنہیں اُنؐ سے رابطہ ہوگا

حضور! ہم بھی بھکاری ہیں آپ کے در کے
ہمارا نام تو سرکارؐ نے سُنا ہوگا

وہی ہیں صرف ہدایت کا آخری معیار
انہیںؐ کا حکم زمانے کو ماننا ہوگا

اگر نہ مانے گی دنیا حضورؐ کا ارشاد
تو حال دونوں جہاں میں بہت بُرا ہوگا

کہو زمانے سے سیفیؔ کہ اُن سے عشق کرے
انہیںؐ کے عشق سے آسان مرحلہ ہوگا

انساں کو پستیوں سے نکالا رسولؐ نے
اِس کو عطا کیا قدِ بالا رسولؐ نے

ذہنوں میں پھر بتوں کی جگہ حق سما گیا
ذہنوں کو اس طرح سے کھنگالا رسولؐ نے

دنیا میں ہر طرف تھا اندھیروں کا اک ہجوم
ان ظلمتوں کو نور میں ڈھالا رسولؐ نے

اب حق کی راہ ہوگی نہ تاریکیوں میں گم
پھیلا دیا ہے ایسا اُجالا رسولؐ نے

انسانیت کا قافلہ گم کردہ راہ تھا
انسانیت کو راہ پہ ڈالا رسولؐ نے

گرتے ہوئے سنبھل کے زمانے پہ چھا گئے
گرتے ہوؤں کو ایسا سنبھالا رسولؐ نے

کمزوریوں کو طاقت ایماں سے جوڑ کر
بزدل کو کردیا ہے جیالا رسولؐ نے

توحیدِ حق کا سب سے مدلّل ثبوت ہے
پہلا جو لفظ منہ سے نکالا رسولؐ نے

یہ تو خلافِ شانِ عطائے رسولؐ ہے
دشمن بھی آگیا تو نہ ٹالا رسولؐ نے

سیفیؔ کے حال پر تو کیا ہے یہ لطفِ خاص
سیفیؔ کے ذہن و فکر کو پالا رسولؐ نے

نبیؐ سے وجہِ دوری بس یہی معلوم ہوتی ہے
ہمارے سوزِ دل میں کچھ کمی معلوم ہوتی ہے

خدا کے بعد ہر شے پر تصرف صرف اُن کا ہے
انہیں کے واسطے دنیا بنی معلوم ہوتی ہے

محاسن کو کچھ ایسا ربط ہے سرکارؐ سے میرے
ہر اچھی بات، اُنؐ کی ہی کہی معلوم ہوتی ہے

ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھئے، اب تک بھی ساتھی ہیں
یہ ہے وہ دوستی جو دائمی معلوم ہوتی ہے

عجب نیرنگیاں ہیں کیفِ عشقِ سرورؐ دیں میں
کہ ہر ہر کیفیت بالکل نئی معلوم ہوتی ہے

تصور سے نبیؐ کے ہٹ کے، اپنا کچھ نہیں رہتا
ہر اک جانی ہوئی شے اجنبی معلوم ہوتی ہے

کرم سرکارؐ کا جب شاملِ حالات ہوتا ہے
تو ہر ہر بات میں آسودگی معلوم ہوتی ہے

مدینے سے ہوائیں اُن کی نکہت لے کے آئی ہیں
انہیں میری خبر شاید ہوئی معلوم ہوتی ہے

تجھے عشقِ نبیؐ کی دولتیں ملنے لگیں اے دل
تری تقدیر اب جنتی ہوئی معلوم ہوتی ہے

صبا نے اُنؐ سے شاید کہہ دیا ہے ماجرا میرا
گھٹا آفات کی چھٹتی ہوئی معلوم ہوتی ہے

خدا نے نعت جو فرمائی ہے محبوبؐ کی اپنے
اُسے دیکھو تو پھر شانِ نبیؐ معلوم ہوتی ہے

شروعِ عشق میں رہ رہ کے ہوتی تھی جو اے سیفیؔ!
ابھی تک کسک دل میں وہی معلوم ہوتی ہے

قطعہ

چند آہیں ہیں، چند نالے
میں نے آنسو جو شعروں میں ڈھالے
طبع نازک یہ شاید گراں ہوں
کیسے نغموں میں ڈھالوں یہ نالے

نعت

کون گرتے ہوؤں کو سنبھالے
ہے دُہائی تری کملی والے

دیکھ للّٰہ اُمت کی جانب
اے بروں کو بھلا کرنے والے

کالی کملی ہو یا کالے گیسو
اِن چراغوں سے پھیلے اُجالے

دیکھئے ہم غریبوں کی خاطر
فرش پر آبسے عرش والے

شرط ہے نام پر اُنؐ کے مرنا
زندہ رہتے ہیں سب مرنے والے

وہ بھی محبوب اللہ کا ہو
اُنؐ کی سیرت میں خود کو جو ڈھالے

اُنؐ کے اخلاق سب سے انوکھے
اُنؐ کے انداز سب سے نرالے

کیسی سرکار اللہ اکبر
جو کسی کی گذارش نہ ٹالے

رد کرو تم انہیں یا نکالو
میرے ارماں تمہارے حوالے

اُن کا فیضان ہے عام سیفیؔ
جو بھی چاہے مقدّر بنالے

سرِ محشر تو بھائی بھی نہ ہوگا اپنے بھائی کا
وہاں سب منہ تکیں گے آپؐ کی مشکل کشائی کا

ہے میرا نامۂ اعمال تو دفتر برائی کا
صلہ محشر میں اے آقا! مری مدحت سرائی کا

ہوئی وابستگی کم اُنؐ کے در سے تو یہ عالم ہے
بنے ہیں آج ہم سامان اپنی جگ ہنسائی کا

بھری دنیا میں کوئی ہمنوا ملتا نہیں مجھ کو
بھرم رکھ لیجیے آقا! مری تنہا نوائی کا

شرف محبوبیت کا صرف اُن کو حق نے بخشا ہے
زمیں سے عرش تک شہرہ ہے اُنؐ کی مصطفائی کا

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ فخرِ عالم ہیں
مراتب میں یہی عالم ہے اُنؐ ہر فدائی کا

جو آقاؐ کی غلامی کا شرف رکھتے ہیں اے سیفیؔ!
سلیقہ آ ہی جاتا ہے انہیں کشور کشائی کا

فیضِ سرکارؐ اگر آج پھر ارزاں ہو جائے
کیوں نہ تبدیل مزاجِ غمِ دوراں ہو جائے

کیوں نہ یہ آنکھ تری یاد میں گریاں ہو جائے
کیوں نہ اک جشنِ چراغاں سرِ مژگاں ہو جائے

تو جو چاہے تو ابھی تیری توجہ کی قسم
دیکھتے دیکھتے مشکل مری آساں ہو جائے

کیفِ سرمستیٔ عرفاں کی قسم اے ساقی!
جو تری بزم میں آئے وہ غزلخواں ہو جائے

تو کسی خار کو دیکھے تو بنے جانِ بہار
تو کسی ذرّے کو چاہے تو بیاباں ہو جائے

دونوں عالم میں کہیں اس کا ٹھکانا ہی نہیں
جو ترے دردِ محبت سے گریزاں ہو جائے

ہو مرے ہاتھ میں جامِ مئے عرفاں سیفیؔ
چشمِ ساقی مرے ساغر کی نگہباں ہو جائے

اُس کی تقدیر کا کیا ٹھکانا، تم ذرا بھی کسی کو جو چاہو
آبرو میں بھی دنیا کی ٹیسروں، تم جو سرکارؐ مجھ کو سراہو

دم اُسی کا زمانہ بھرے ہے، صرف اُس کا ہی سکّہ چلے ہے
اُس کے قدموں پہ دنیا جھکے ہے جو فقط آپ کا ہو گیا ہو

یہ نوازش بھی سرکارؐ کیجئے، اک نظر بس ہمیں دیکھ لیجئے
دولتِ دیں ہمیں ایسے دیجئے، دونوں عالم میں اپنا بھلا ہو

تم ہو بعدِ خدا سب سے برتر، تم بشر ہو مگر نور پیکر
قدرتِ حق کا تم ایک مظہر، حضرتِ حق کی تم اِک ادا ہو

کیسے خدمت میں حاضر ہوں آقاؐ، مجھ کو اسباب کب ہیں مہیا
اپنی شانِ کریمی کا صدقہ، میری کم مائیگی سے نبا ہو

پہلے صدیقؓ کے گیت گائے، ان کی الفت کو دل میں بسائے
در پہ صدیقؓ کے پہلے آئے، آپ سے کچھ جسے مانگنا ہو

ہے یہ تکمیلِ ایماں کی صورت، اے مرے دل بڑھا اپنی قیمت
کر کے فاروقِ اعظم کی مدحت، نعتِ احمدؐ میں نغمہ سرا ہو

دستِ آقاؐ بنا ہاتھ اُن کا، اُن کے اَیواں میں دُہرا اُجالا
جس کو عثمانؓ سے ہو علاقہ، وہ محمدؐ کا بھی آشنا ہو

شیرِ یزداں کی توصیف کرنا نعت گوئی کا ہے ایک حصّہ
تھا جو بچپن سے حامی نبیؐ کا اُس کی مدحت کا حق کیا ادا ہو

شوق تھا حاضری کا جو بے حد، آج پورا ہوا دل کا مقصد
لو وہ ہے سامنے سبز گنبد، اب ادب سے اٹھوائے لگا ہو!

دل کی قیمت نہیں لگ سکے گی، بات جاتی رہے گی جنوں کی
اُن کو تکلیف پہنچے گی سیفیؔ، دردِ فرقت سے تم مت کراہو

کرم جب آپ کا اے سیدِ ابرارؐ ہوتا ہے
تلاطم خیز موجوں میں سفینہ پار ہوتا ہے

کوئی بوجہل بنتا ہے مقدر کی خرابی سے
جسے توفیق ہوتی ہے وہ یارِؓ غار ہوتا ہے

مرے آقا تری نظروں کے اک ادنیٰ اشارے سے
کوئی فاروقؓ، کوئی حیدرؓ کرّار ہوتا ہے

بدلنا دل کی دنیا مقصدِ کارِ رسالت ہے
کہ اک مومن کا سرمایہ دلِ بیدار ہوتا ہے

مئے عشقِ محمدؐ ہی تو ہے ایسی شراب اے دل
نشہ جس کا بقدرِ ظرفِ بادہ خوار ہوتا ہے

یہ دنیا مجھ کو دیوانہ جو کہتی ہے تو کہنے دو
کہ دیوانہ محمدؐ کا بڑا ہشیار ہوتا ہے

نہیں مجھ سے زیادہ کوئی خوش قسمت یہاں سیفیؔ
مری محفل میں ذکرِ احمدِؐ مختار ہوتا ہے

نام عرب کے سانوریا کا جب بھی زباں پر آئے ہے
ہر مشکل حل کر دے ہے، ہر دکھ کی دوا بن جائے ہے

وہ دنیا والوں کو جب اعجاز اپنا دکھلائے ہے
چاند کا سینہ شق ہووے ہے، لوٹ کے سورج آئے ہے

بے جانوں کو جان ملے ہے اُس کا اشارہ پاتے ہی
پتھر ہاتھوں میں بولیں ہیں، حکم اگر فرمائے ہے

حج کے بہانے جو آقا کی نگری کو دیکھ آئے ہوں
اُن کو مدینے کی گلیوں کی یاد بہت تڑپائے ہے

شرط یہ ہے ایماں کی حرارت باقی ہو کچھ تھوڑی سی
ذکرِ حبیبِ حق اب تک بھی، سینوں کو گرمائے ہے

اُن سے دوری، اُن کی جدائی، رونا بھی بیکار ہوا
آنسو آگ بجھاوے کب ہے، آنسو آگ لگائے ہے

کملی والے آقا! اپنے سیفیؔ پر بھی ایک نظر
لاکھ بُرا ہے سیفیؔ لیکن آپ کا تو کہلائے ہے

نعتیہ گیت

اُنؐ کے گُن گاؤں میں سیکھی، جنکی نہیں مثال، نہیں ہے جن کی کوئی مثال

اپنے نبیؐ کی نعت میں دل نے چاہا گیت سناؤں

لیکن میرا منصب گیت کہاں ہے، کیسے گاؤں؟

گیت کا لکھنا اور سُنانا مجھ کو بڑا محال، سُنانا مجھ کو بڑا محال

اُنؐ کے گُن گاؤں میں سیکھی، جنکی نہیں مثال، نہیں ہے جن کی کوئی مثال

چاند کا گورا مکھڑا اُنؐ کے مکھڑے سے شرمائے

زُلف ہوا میں لہرائے تو ذہنوں کو مہکائے

اُنؐ جیسا ہونا ناممکن، اُنؐ میں بڑے کمال ہیں بے شک اُنؐ میں بڑے کمال

اُنؐ کے گُن گاؤں میں سیکھی، جنکی نہیں مثال، نہیں ہے جن کی کوئی مثال

ایک نظر سا نوریا ڈالے دونوں جگ ہاتھ آئیں

ذہن سے محرومی کے سارے رشتے ہی کٹ جائیں

پریم کی اُنؐ کے ایک نظر ہی کر دے مالا مال یقیناً کر دے مالا مال

اُنؐ کے گُن گاؤں میں سیکھی، جنکی نہیں مثال، نہیں ہے جن کی کوئی مثال

میری پیاس تو کوثر مانگے زمزم کو بھی ترسوں
ایک اُپائے صرف یہی ہے خود آنکھوں سے برسوں

اُن کو ترس آ جائے مجھ پر دیکھ کے میرا حال — نہ ہونے دیں مجھ کو پامال
اُنؐ کے گُن گاؤں میں سیفیؔ، جنکی نہیں مثال، — نہیں ہے جن کی کوئی مثال

آہیں بر با کے نغموں کو لے میں گاتی جائیں
آنکھیں اُن کے ساتھ ہی ندیوں نیر بہاتی جائیں

نینا روتے روتے آخر ہونے لگے کنگال — رے آخر ہونے لگے کنگال
اُنؐ کے گُن گاؤں میں سیفیؔ، جنکی نہیں مثال، — نہیں ہے جن کی کوئی مثال

محبوب شاہِ مطلق، حبیب کبریا، تاجدار ہر دو سرا، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین کی بارگاہِ بیکس پناہ میں اپنی طویل علالت میں کی گئی فریاد بہ انداز سلام شوق وحسرت،

﴿۲۶ر مئی ۱۹۷۶ء﴾

سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا
یہ عرض کرنا کہ اے افتخارِ کون و مکاں! تمہارے واسطے جینے کا تھا جسے ارماں
وہ اک طویل علالت سے کھو چکا ہے تواں شفا کے واسطے بے چین ہے وہ بے ساماں
مری شفا کی تمنا کا کارواں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا
یہ کہنا اس کے بھی جینے کا راستہ کوئی کہ جس کی کوششیں بے کار ہو چکی ہیں سبھی
نہ کام آئی ہے جس کے ابھی کوئی نیکی ہے جس کی آس فقط اب حضورؐ ہی سے لگی
نہ وقت کھو، مری باتیں رواں دواں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

مرا پیام ہوائیں کچھ ایسے پہنچائیں کہ لطفِ خاص میں تاخیر وہ نہ فرمائیں
مجھے وہ اپنی حضوری میں خود ہی بلوائیں نہیں تو مجھ پہ ترس کھا کے خود چلے آئیں

مرے کلام کے بدلے مری زباں لے جا
سلام شوق مرا اے بادِ صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

مرا بھرم جو سحر خیز آہ رکھ لیتی تو میری بات بھی وہ بارگاہ رکھ لیتی
جبیں کی لاج بھی وہ سجدہ گاہ رکھ لیتی مجھے نگاہ میں ان کی نگاہ رکھ لیتی

یہ میری شرم و عقیدت کا ارمغاں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

نہ ہو کہ شدّتِ غم سے ہلاک ہو جاؤں ہجومِ یاس سے خود سینہ چاک ہو جاؤں
یہ چاہتا ہوں کہ اس در کی خاک ہو جاؤں نگاہ اُن کی پڑے اور پاک ہو جاؤں

یہ عرضداشت حضورِ شہِ زماں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

عذاب کرب کا کیوں دل پہ چل گیا آرا　یہ دل تو ہوتا فقط ان کے غم کا گہوارا
مجھے طویل علالت نے اس طرح مارا　کہ ناتوانی سے نالوں کا بھی نہیں یارا
ثبوت میں یہ لرزتی ہوئی فغاں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

غموں کے بار مسلسل ہیں اور بے جا ہیں　شکستگی کے یہ حالات روح فرسا ہیں
مری فغاں کے بھی انداز جانے اب کیا ہیں؟　کہ میرے نالے بھی اس وقت آبلہ پا ہیں
تو اپنے دوش پہ نالوں کا کارواں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

مری طویل علالت مری تباہی ہے　یہ میری شکل مرے حال کی گواہی ہے
یہ سوچتا ہوں، یہ اُن کی عدم نگاہی ہے　مگر نہیں، یہ مرے بخت کی سیاہی ہے
انہیںؐ دکھانے کو میری تباہیاں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

یہ عرض کرنا کہ سیفیؔ غموں کا مارا ہے   بُرا ہزار سہی پھر بھی وہ تمہارا
وہ آسمانِ عقیدت کا اک ستارا ہے   یہ حال اس کا تمہیں کس طرح گوارا

تو اُنؐ کے پاس مرا دردِ بیکراں لے جا
سلام شوق مرا اے صبا وہاں لے جا
مرا پیام، مرے غم کی داستاں لے جا

مطروحہ نعت سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، بہ طرح ذیل
''اب جلوہ حقیقت میں جلوہ نظر آتا ہے''

ارمان مرا پورا ہوتا نظر آتا ہے
وہؐ مجھ کو بلا لیں گے ایسا نظر آتا ہے

آقاؐ کی غلامی ہی آقائی کی ضامن ہے
آقاؐ کا ہر اک بندہ، آقا نظر آتا ہے

ہے جس کی متاعِ جاں سرکارؐ کی خوشنودی
وہ بھیڑ میں لاکھوں کی تنہا نظر آتا ہے

آئینہ دکھاتا ہے، اعمال کا آئینہ
امروز کے چہرے میں فردا نظر آتا ہے

سرکارؐ کی راہوں میں کچھ ایسے اُجالے ہیں
ظلمت میں بھی صاف اُنؐ کا رستہ نظر آتا ہے

معصوم نگاہی سے آسودہ نہیں ہیں جو
جلوے کی جگہ اُنؐ کو پردہ نظر آتا ہے

سر تو جھکے اُس در پر اور دل نہ جھکے سیفیؔ
یہ امر بھی توہینِ سجدہ نظر آتا ہے

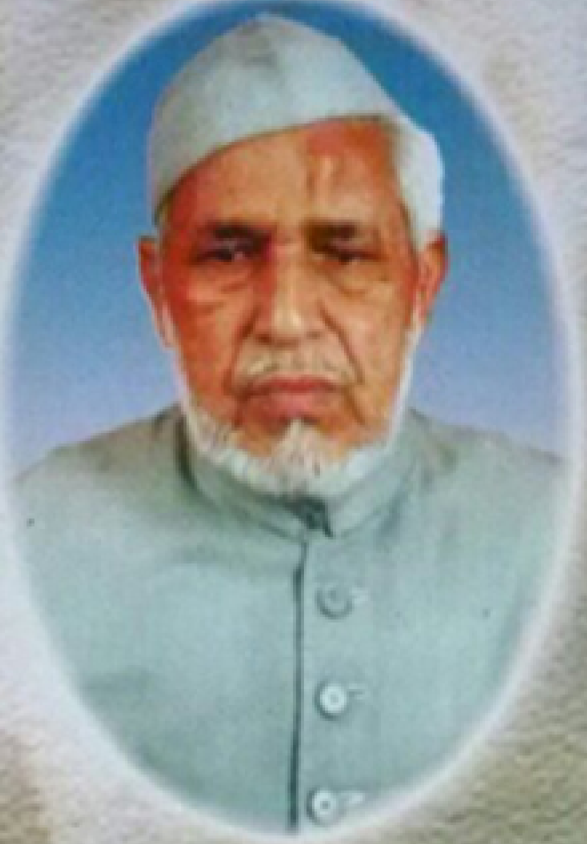

”ذہین بھی دو شعبوں سے وابستہ ہیں رزق کسبِ تجارت اور شاعری تو ہے ہی

ایک خوش کلام شاعر اگر ان کا فکر اور باشعور شعور جدید میں ہے ادراک خود ہے

کرتے ہیں کہ ترجم و تقسیم ہو ۔ ماسٹر عبدالرؤف اور انھوں کی یادگار ہیں

نے سعی کے مجموعہ کلام کا اور اسے ترتیب دیا ہے ۔ ان کے کلام میں وزن و گداز

تغزل ایسی تاثیر اور تخیل میں رعنائی ہے ۔ الفاظ پر ان کی گرفت مضبوط اور معانی پر ان کی

دسترس کامل ہے۔“

رئیس امروہوی

۱ مارچ
۱۹۸۳